محبت روگ ہے جاناں

تحریر: عائشہ اکرم

"ارے علی بھائی.... "کالج کے گیٹ کے سامنے ڈرائیور کی جگہ علی خیام کو دیکھ کر وہ خاصی معتجب ہوئی_وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، اس کی اس ادا میں شان بے نیازی چھلک رہی تھی، چھ فٹ سے نکلتا قد، بال ایک طرف سیٹ کیے ذہانت سے بھرپور چمکتی آنکھیں اس وقت سیاہ عینک کے پیچھے چھپی تھی چہرے پر موجود داڑھی اسکی مردانہ وجاہت میں اضافہ کر رہی تھی_

"یار یہ صالحہ آپی کے فیانسی ہیں نہ...؟"مریم اس کے کان میں گھسی بولی۔"صالحہ آپی کس قدر لکی ہیں ،اتنا ڈیشنگ اور چارمنگ فیانسی بلکل کسی فلم کے ہیرو لگتے ہیں"_

مریم کا بس نہیں چل رہا تھا وہی کھڑے کھڑے اس کی شان میں قصیدے پڑھنے بیٹھ جاتی_

"میری آپی کسی سے کم ہیں کیا۔"رمل نے گھور کے مریم کے کندھے پر مکا جڑا۔تو وہ کرہا کر رہ گئی_

"ان کا کوئی چھوٹا بھائی وائی نہیں ہے...؟"مریم تو سچ مچ دل ہار بیٹھی تھی، رمل کو ہنسی آنے لگی...

"نہیں علی بھائی اکلوتے ہیں_ " مریم کے منہ بگاڑنے پر وہ کھکھلا کے ہنس پڑی ...
تبھی علی کی نگاہ ان پر پڑی وہ دونوں ایک دوسرے سے چپکی جانے کیا راز و نیاز کر رہیں تھیں_
"ہائے علی بھائی...! آپ کے بارے میں بہت سنا ہے رمل سے، بہت تعریف کرتی ہے آپ کی" علی نے سلام کیا تو جواب دیتی مریم نے دانت نکوسے، رمل نے سٹپٹا کے اسے دیکھا
"کس قدر او چھی ہے یہ مریم...._ "رمل نے دل میں سوچتے ہوئے دانت پیسے...
"امیزنگ میرے سامنے تو یہ بولتی ہی نہیں ہیں..."اس نے شرارت سے رمل کے گھبرائے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی تو وہ نگاہیں جھکا گئی، علی خیام نے چونک کر اسکی اس ادا کو دیکھا اور سر جھٹک دیا ....
" علی بھائی آپ کیوں آئے، ڈرائیور کہاں ہے.. ؟" اس سے پہلے کے مریم مزید بونگیاں مارتی رمل جلدی سے بولی_
"ایکچوئلی آنٹی اور صالحہ بوتیک گئی ہوئی ہیں نکاح کا ڈریس بائے کرنا ہے انھوں نے آپ کو لینے کے لیے مجھے بھیجا ہے_ "اس کے بتانے پہ وہ مریم کو بائے بولتی گاڑی میں آبیٹھی ...
"تم سب کی یہ ہنسی چھین لوں گا..."ان کے مسکراتے چہرے دیکھ کر اسکی رگ رگ میں شرارے دوڑ گئے_

****

"رمل کیا یہ سچ ہے...؟"رمل کو خاموش دیکھ کر عالیہ بیگم چیخ اٹھیں اور رمل کی حالت "کاٹو تو بدن میں لہو نہیں" جیسی تھی ...

وہ کبھی میز پر بکھری تصاویر اور کبھی نکاح نامے کو دیکھتی تو کبھی بہن کے سجے سنورے روپ کو_

"بول دو رمل جان بول دو کے یہ سچ نہیں ہے، یہ اس شخص کا رچایا ہوا کوئی گندہ کھیل ہے تو میں ابھی اسکو شوٹ کر دوں گا_" احد نے اسکو کندھوں پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ خالی خالی نگاہوں سے بھائی کو دیکھنے لگی...

اسکی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی تھی۔ وہ بولنا چاہتی تھی، اسے لگا اسکے گلے میں کسی نے بے دردی سے اپنا پنجہ گاڑھ دیا تھا۔ وحشت در وحشت تھی ...

"کمال ہے احد حسین نکاح نامہ آپ کے سامنے پڑا ہے اور آپ سچ کو جھوٹ کرنے پر تلے ہیں..." اسنے جیسے احد کی عقل پر ماتم کیا_

"تم گھٹیا شخص....." احد غراتے ہوئے علی خیام کی طرف بڑھا، اس سے پہلے کے وہ علی کا گریبان پکڑتا اسکے پیچھے کھڑے آدمی نے گن نکال کر احد کی کنپٹی پہ رکھ دی...

رمل بے ساختہ چیخی۔ خوشیوں بھرا ماحول لمحوں میں ماتم کدے میں بدلا تھا.... وہاں موجود کچھ لوگ حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے تو کچھ عالیہ بیگم کی حالت دیکھ کر لطف لے رہے تھے_

"ابان عریض ولد رفاقت خیام، رومیصہ خیام کا بھائی.... میرا خیال ہے کہ میرا اتنا تعارف کافی ہو گا احد حسین" عالیہ بیگم لڑکھڑائی تھیں اگر صوفہ نہ تھام لیتیں تو یقیناً زمیں بوس ہو جاتیں

ساکت وسامت کھڑے احد پر ایک نظر ڈال کر وہ رمل کی جانب بڑھا، اس نے رمل کو بازو سے تھاما ہی تھا جو ٹوٹی ہوئی ڈال کی مانند اسکے بازوں میں جھول گئی_

مسلسل رونے سے اب تو اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آنسو بھی خشک ہو گئے ہوں...

کل تک کتنا خوش تھے سب اس کی بہن نے کتنی چاہت سے اپنے نکاح کا ڈریس خریدا تھا، کون تھا وہ جس کو صالحہ کے منگیتر کی حیثیت سے اتنی گہری سازش کر کے ان کے گھر گھسنا پڑا_ اور وہ نکاح نامہ وہ تصاویر.... سوچ سوچ کر اس کا دماغ شل ہو گیا۔ دروازے پہ کھڑا ہوا ابان عریض کو دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھی اور نتیجے کی پرواہ کیے بغیر اسکا گریبان پکڑ لیا_

"کیا بگاڑا تھا میری ماما، میرے بھائی اور میری بہن نے جو یوں لٹروں کی طرح ہمارے گھر گھس کر نقب لگائی آپ نے_؟" اگلہ لمحہ بہت بھاری تھا، ابان عریض کا ہاتھ اٹھا تھا اور اسکے نرم ونازک گال پہ نشان چھوڑ گیا، اسکے اعصاب جھنجھنا اُٹھے اور گال پہ جیسے آگ دہک اُٹھی تھپتھپڑ اس قدر بھاری تھا کہ وہ لہرا کے پیچھے کی طرف گرنے لگی تبھی ابان نے اسی بے دردی سے رمل کو اپنی جانب کھینچ لیا، وہ نازک موم سی گڑیا جیسی اسکے یوں بے دردی سے کھینچے جانے پہ اسکے سینے سے آ لگی

"پتہ بھی ہے لُٹرے کیسے ہوتے ہیں_؟" وہ غرایا، اسکی گرفت رمل کے کندھوں پر اتنی سخت تھی کہ اسے ابان کی انگلیاں اپنے بازو کے گوشت میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی_ متورم آنکھیں، بائیں گال پہ چار انگلیوں کے نشان بہت واضح تھے_ وہ وحشت زدہ سی اپنا درد بھولے اسے دیکھ رہی تھی_ اس نے رمل کو دھکا دیا جو صوفے پہ جا گری_

اسکی طرف جھکتے ہوئے اسنے رمل کے دائیں بائیں صوفے کی پشت پہ ہاتھ رکھ دیے، یوں کے وہ مکمل طور پر اسکے حصار میں آگئی_ ابان کے کپڑوں سے اٹھتی کلون اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو نے لمحوں میں رمل کو اپنے حصار میں جکڑا_

"تم صرف اس لفظ "لُٹرے" کے نام سے واقف ہو میں تمھیں بتاتا ہوں اصل میں لُٹرے ہوتے کیسے ہیں-" ایک لمحے میں وہ پینترا بدلتا دلکشی سے ہنسا۔ رمل کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ وہ وحشت زدہ سی ہو کر نفی میں سر ہلانے لگی_

"پلیز مجھ_ مجھے معاف کر دیں علی بھائی"__

"علی نہیں_ابان ،ابان عریض-"اسکی مسکراتی سرگوشی رمل کو اپنے بے حد قریب سے سنائی دی ، اتنی قریب کے رمل کو ابان کی گرم سانسیں اپنے کان اور گردن پر محسوس ہورہی تھی خوف کا اثر تھا یا ابان عریض کی قربت کا اسکے نازک بدن پر لرزا طاری ہوگیا_

"مجھے_مجھے معاف کردیں_غل_ غلطی ہوگئ صوفے کی پشت سے چپکی التجیا انداز میں کہتی پھوٹ پھوٹ کے روپڑی_

"اگر دوبارہ کسی کی عزت کی دھجیاں اڑانی ہوں تو سوچ سمجھ کر اپنے لفظوں کا چناؤ کرنا، کیوں کے ہر کوئی ابان عریض جیسا مہذب "لڑا" نہیں ہوسکتا"اس کے لہجے میں شعلوں جیسی لپک تھیوہ پیچھے ہٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا_

بھلا پہلے کب وہ ایسے حالات سے نبرد آزما ہوئی تھی_احد کے سوا کبھی کوئی مرد اسکی زندگی میں نہیں آیا تھا، ابان عریض نے لمحوں میں اسکا سارا خون نچوڑ لیا تھا۔ اسکی ڈھڑکن جو کب سے تھم تھم کر چل رہی تھی رکتی محسوس ہوئی

***

"کون ہے یہ ابان عریض_؟"سارا کے پوچھنے پر احد کی بائیں جانب ٹیس اٹھی_

"احد یوں نظریں چرا لینے سے معاملات سلجھتے ہیں اور نہ ہی حقیقتں چھپتی ہیں"_

"میں نہیں جانتا" احد کی سپاٹ آواز گونجی

"آپ نہیں جانتے... ؟"سارہ نے طنزیہ نظروں سے احد کی طرف دیکھا، جس کا چہرہ اور آنکھیں دونوں ہی خطرناک حد تک سُرخ ہورہیں تھی_

"ہا.... تو آپ واقعی اسے نہیں جانتے_مان لیا..... تو پھر جب وہ رمل کو لے کر جارہا تھا تو آپ نے اسے روکا کیوں نہیں احد...! آپ جانتے ہیں رمل میں آنٹی کی جان ہے وہ اس پر قیامت مچادیتں، مگر وہ چار دنوں سے اپنے کمرے میں بند ہیں۔ عجب تماشا ہے-"سارا کے بولنے پر احد کے سر میں درد کی شدید لہر اٹھی

"سارا پلیز لیو می الون" وہ بے بس ہوا، سارا سرخ چہرہ لیے وہاں سے اٹھ گئی

احد کو لگا اسکے دل کی رگیں کوئی کھینچ رہا ہو۔ اتنے سالوں بعد پھر سے کہاں سے اور وہ بھی ابان عریض کی صورت میں_؟ اگر اسنے بدلا ہی لینا تھا تو میری معصوم رمل کیوں__؟

"اور مما... وہ کیوں اتنی شاکڈ ہیں؟ وہ بھی ابان عریض کے نام پر وہ تو ابان کو جانتی بھی نہیں تھیں" احد کے لیے عالیہ بیگم کا رویہ ناقابل فراموش تھا، وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا الجھتا جا رہا تھا

***

گاڑی پورچ میں رکی ہی تھی، راجو نے پھرتی سے آگے بڑھ کے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسکے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔ ابان نے حیرانگی سے راجو کی پھرتیاں دیکھیں_

"واہ یار آج آنکھ جلدی کُھل گئی ہے تمہاری یا چھٹی چاہیے...؟" وہ راجو کی تیزی پر مسکرایا۔ بیس سالا راجو جھینپ گیا_

"نہیں بھائی وہ.... دراصل....." ابان کو وہ ذرہ بے چین لگا۔

"کیا بات ہے...؟"

"بھائی..! رومیصہ بی بی اور پھوپھو جی آئیں ہیں"_
راجو کی اطلاع پہ وہ دھک سے رہ گیا_

"ان کا تو کوئی پلان نہیں تھا آنے کا اگر ہوتا تو مجھے ضرور بتاتیں..." ابان نے خود کلامی کی اسنے اپ سیٹ ہوتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی کو مسلہ اور قدم اندر کی طرف بڑھا دیئے، راجو سر جھکائے اسکے پیچھے تھا_

سامنے لاؤنج میں ہی اسے گل بانو مل گئی تھیں انھوں نے والہانہ انداز میں آگے بڑھ کے اسکی کشادہ پیشانی پہ بوسہ دیا اور سینے سے لگالیا_

"سوری پھوپھو میں آنہیں سکا، آج کل ایک نازک کیس پر کام کرہاہوں ورنہ میں خود رومی کو لینے جاتا اسلام آباد_ آپ بتائیں آپکی طبیعت کیسی ہے؟" ابان نے انھیں اپنے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرادی

"میں جانتی ہوں تمہیں صفائیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس عمر میں طبیعت میں اونچ نیچ تو ہوتی رہتی ہے" ان کے لہجے میں اسکے لئے محبت ہی محبت تھی "رومی تمہیں بہت یاد کرتی تھی بس اسنے سارا یہ پروگرام بنایا" ان کی بات سن کے ابان ہنس پڑا

"اب ہے کہاں__؟"

"آگئی میں_" اچانک وہ اندر داخل ہوئی، "آئی مس یو ابان عریض..." وہ اسکے سینے سے لگی بولی-

"مس یو ٹو سویٹی_" ابان کا دل بہن کی محبت سے لبریز ہوا۔ گل بانو نے دل ہی دل میں دونوں کی نظر اتاری_

"اچھا اب جلدی سے فریش ہو کے آو_ میرا صبح سے بیک کیا ہوا کیک خراب ہو جائے گا" رومیصہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

ابان کی آج سالگرہ تھی وہ کبھی بھی سیلیبریٹ کرنے کے حق میں نہیں رہا تھا، یہ رومیصہ ہی تھی جو زبردستی گھر میں کیک بیک کر کے تقریب کا اہتمام کرتی تھی۔ اس تقریب میں گھر کے ملازمین ہوتے تھے یا وہ دونوں بہن بھائی اور گل بانو، وہ ہمیشہ سے رومیصہ کی محبت کے معاملے میں بے بس رہا تھا۔ اسنے گہرا سانس بھرا تھا اور کوٹ بازو پر ڈالتا سیڑھیاں چڑھ گیا_

"یار رومی میں بچہ تھوڑی ہوں اور کیک کاٹتے ہوئے اچھا لگوں گا کیا، مجھے خود پہ ہنسی آ رہی ہے۔ میری جگہ کیک پر چھری تم چلا لو...." وہ گریزاں تھا۔ رومیصہ نے زبردستی چھری اس کے ہاتھ میں تھمائی_

"کیک کاٹیے بیریسٹر ابان عریض...! اور تھوڑا سا مسکرا بھی دیں، یہاں آپ کے کولیگز اور ورکرز نہیں موجود، جو یہ نہیں دیکھ پائیں گے کے آپ ایک عدد خوبصورت مسکراہٹ کے مالک بھی ہیں "_

رومیصہ نے شرارت سے ہنستے ہوئے اس کی سنجیدگی پر چوٹ کی تو وہاں موجود تمام ملازمین کھی کھی کرنے لگے گل بانو بھی ہنس پڑیں ابان انھیں گھور کر رہ گیا_

ابان نے کیک کاٹا اور رومیصہ نے اپنا گفٹ دینے کے بعد ایک اور خوبصورت پیکنگ میں لپٹا گفٹ اسکی طرف بڑھایا_

"یہ خاص الخاص تحفہ زوباریہ بختیار کی طرف سے" وہ شرارت سے بھرپور انداز میں گلا کھنکار کر بولی تبھی ابان کا سیل فون بجا اس نے گفٹ کو لے کر ایک طرف دھر دیا اور کال سننے اٹھ گیا۔ رومیصہ اس کے چہرے پر جو خاص رنگ دیکھنا چاہتی تھی وہ ناپید تھے اسے خاصی مایوسی ہوئی

دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور پھر بند ہونے کی وہ سامنے ہی فرش پر دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی تھی اس نے سر نہیں اٹھایا چلتے قدم اس کے قریب آ رکے اس نے تب بھی سر اونچا نہ کیا تو ابان تشویش میں مبتلا ہوتا پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھ گیا_

"رمل اٹھو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آوں" اس کی آواز پہ اس نے آہستگی سے سر اٹھا کر ابان کی طرف دیکھا اس کا یوں دیکھنا قیامت ڈھا گیا تھا بادل گرجے اور دور کہیں بجلی گری تھی۔اس کی آنکھیں رونے

کی وجہ سے مزید قاتلانہ لگ رہی تھیں اس کے تھپڑ کے باعث رمل کے ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا تھا وہاں ابھی بھی خون جما ہوا تھا۔ ابان نے نظریں چرائیں

"میرا گھر..."اس نے جیسے خود کلامی کی_

"ہاں تمہارے گھر_ جلدی اٹھو میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے ضائع کرنے کیلئے" وہ عجلت میں بولتے ہوئے کھڑا ہوا رمل کو واپس پہلے والی پوزیشن میں جاتے دیکھ کر ابان کا خون کھول اٹھا_

"تمہیں سمجھ نہیں آرہی، میں کیا کہہ رہا ہوں...." وہ برہم ہوا۔

"مجھے نہیں جانا"_

"کیوں نہیں جانا...؟" ابان نے خود پہ بامشکل ظبط کیا_

"کیا کروں گی واپس جا کر میں، یہ معاشرہ ایسی لڑکی کو کبھی قبول نہیں کرے گا جو اتنے دن قطعی غیر محرم کے ساتھ رہی ہو..." اس کی بات پہ ابان بھک سے اڑ گیا۔

"یہ کیا بکواس ہے... تم جانتی ہو میں نے تمہیں چھوا تک نہیں" وہ پھنکارہ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا

"میرا مقصد پورا ہو گیا ہے رمل حسین...! مجھے عالیہ حسین سے جو حساب پورا کرنا تھا وہ میں کر چکا ہوں_اب یہ میرا ہیڈک نہیں ہے کہ کون تمہیں قبول کرتا ہے اور کون نہیں" ابان کے کہنے پہ رمل کے رونے میں روانی آگئی تھی

"آپ_آپ مجھ سے نکاح کر لیں__" وہ یہ کہتے ہوئے اندر سے کتنی بار مری تھی، ابان عریض فریز ہو کر رہ گیا۔ رمل نے ابان کے پیروں پر ہاتھ رکھ دیئے وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"میں ایسی زندگی نہیں جی سکتی جہاں لوگوں کی چبھتی نظریں میرے وجود کو چھلنی کر دیں، پلیز آپ مجھ سے نکاح کر لیں، میری موت کو آسان بنا دیں_آپ کو اللہ واسطہ" وہ رو رہی تھی بلک بلک کر۔

وہ وکیل تھا اس کے لیے کونسا مشکل کام تھا جعلی نکاح نامہ تیار کرنا رمل اس وقت اس قدر وحشت زدہ تھی کہ وہ اسے باآسانی ٹریپ کر گیا تھا مگر اس وقت ابان کے دل کو خوف خدا نے اپنے حصار میں لے لیا۔ بھلا وہ کون تھا بدلا لینے والا وہ بھول گیا تھا اوپر بیٹھی ذات زبردست بدلا لینے والی ہے وہ پلٹا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اپنے نسوانی غرور و وقار کے رل جانے پہ وہ ونہی اندھے منہ فرش پر گری پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی_

***

"تم آج ہی اس لڑکی سے نکاح کرو گے ابان۔۔۔" وہ سلام کرتا ڈائینگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھا ہی تھا، گل بانو کی سپاٹ آواز پہ اسکے چہرے کا رنگ بدلا۔ اس نے سٹپٹا کے پہلے گل بانو اور پھر رومیصہ کی طرف دیکھا جو ساکت بیٹھی تھی_

"پھوپھو یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟" اسے اپنی آواز اجنبی لگی۔

"وہ ہی جو رات کو ایک مجبور اور بے بس لڑکی تم سے کہہ رہی تھی۔" ان کے چہرے پر برہمی کا تاثر ابان پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

رات کو انھوں نے سیڑھیوں کے ساتھ تقریباً کارنر میں بنے روم کی لائٹ جلتی دیکھی جہاں دن میں انھوں نے اس کے دروازے پر تالا پڑا دیکھا تھا۔ وہ چند قدم آگے ہوئیں تو انھیں ابان کی غصیلی آواز کے بعد آنسوؤں سے بوجھل التجا کرتا لہجہ سنائی دیا ان کا ہاتھ بے ساختہ انداز میں اپنے ہونٹوں پر گیا_

اس کے کردار کی مظبوطی سے وہ باخوبی واقف تھیں تو پھر یہ سب کیا تھا۔۔؟

اور انھیں یہ پہچاننے میں ذرہ دقت نہیں ہوئی تھی کہ وہ لڑکی کون تھی۔۔ ان کے لیے رات کاٹنا دوبھر ہو گیا تھا_

"پھوپھو۔۔! یہ ناممکن ہے، آپ سچ نہیں جانتیں" وہ سختی سے بولا۔ رومیصہ کے ہاتھ میں پکڑا چمچ گر گیا ۔ ابان نے رومیصہ کو دیکھتے ہوئے شدید تکلیف محسوس کی تھی۔ اس کی نظروں میں بے اعتباری ہی بے اعتباری تھی

"رومی۔۔۔!" ابان کے پکارنے پر وہ تیزی سے اٹھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں سے نکل گئی، اسنے سختی سے اپنے لب بھینچتے ہوئے گل بانو کی طرف دیکھا ان کے چہرے کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

پھوپھو۔۔۔!" اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتا گل بانو نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"میں سچ جانتی ہوں، مجھے پچھتانے پر مجبور مت کرو ابان کہ مجھے تم پر جو بھروسہ اور مان تھا وہ غلط تھا، تم تو یہ بھی بھول گئے کہ تمہاری بہن پر کیا بیتے گی، شاید وہ اپنے بھائی کا یہ روپ دیکھ کر مر ہی جائے۔" وہ غصے سے نہیں بلکہ افسوس سے الزام دیتی نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہیں تھیں۔ وہ اس وقت اگر تھوڑی سی بھی نرم پڑ جاتیں تو شاید خود کو کبھی معاف نہ کر پاتیں_

"آپ جانتی ہیں وہ احد حسین کی بہن ہے۔۔"

"ہاں مجھے پتہ ہے، کیوں کے میرے ابان نے آج تک کسی لڑکی پر نگاہ غلط نہیں ڈالی تو جو لڑکی اسکی دسترس میں آئی ہے وہ انتقام ہی آسکتی ہے۔۔" وہ ناراضگی سے بولیں_

"میں اس سے نکاح نہیں کروں گا، وہ عالیہ بیگم کی بیٹی ہے اور اس عورت کی بیٹی کو میں اپنی بہن پر مسلط نہیں کر سکتا_" وہ دوٹوک بولا۔

"اور اگر تمہاری بہن بھی یہی چاہے تو....؟انھوں نے ایک پل کو خاموش ہو کر اسے دیکھا اور پھر گویا ہوئیں۔"وہ اپنے سامنے کسی بھی لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوتے نہیں دیکھ سکے گی یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دوں گی۔اب اس ساری بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔تم اس لڑکی کو اپنا نام دو گے ابان۔۔۔" وہ بے بسی سے گل بانو کا منہ دیکھ کر رہ گیا جہاں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا_

نکاح کے بعد رشیدہ اسے ابان عریض کے کمرے میں چھوڑ گئی تھی۔اس کی نظریں ابان عریض کی انلارج تصویر پر ٹکی تھیں وہ کسی بات پر بے تحاشا ہنستے ہوئے تھوڑا سا آگے کی طرف جھکا ہوا تھا رمل نے بغیر کسی تاثر کے نگاہ پھیر لی، گل بانو کو اندر آتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ان کے پیچھے رشیدہ تھی جس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی_

"یہاں رکھ دو۔" گل بانو نے سینٹر ٹیبل کی طرف اشارہ کیا رشیدہ نے ٹرے میز پر رکھی اور کمرے نکل گئی۔ انھوں نے تذبذب کا شکار کھڑی رمل کو صوفے پر بیٹھایا اور خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی، ان کے کہنے پر زبردستی چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اپنے حلق سے بامشکل اتارنے لگی_

"میرے بچوں نے ایسی زندگی نہیں جی جو ایک عام انسان جیتا ہے" انھوں نے تمہید باندھی، رمل نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیے اب وہ سر جھکائے انھیں سن رہی تھی

"میں ان کی ماں نہیں ہوں میں نے انھیں جتنا بھی پیار دیا ہو مگر ان کے ماں باپ کی کمی تو پوری نہیں کر پائی۔ وقت نے تجربے تو تھمائے ہیں ان کے ہاتھوں میں لیکن اذیت کی پلیٹ میں سجا کر۔" رمل کو لگا وہ رو رہی ہیں۔ انکی شادی کو پچیس برس بیت گئے تھے مگر اللہ نے انھیں اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا تھا، ابان اور رومیصہ ہی ان کے لیے سب کچھ تھے_

"میں جانتی ہوں ابان نے جو کیا وہ بہت غلط کیا، مگر شاید یہ سب ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔۔۔۔ بظاہر جو مظبوط نظر آتا ہے اندر سے شکستہ حال ہے میرا بچہ۔۔۔۔ اس نے اپنا درد کبھی کسی سے نہیں کہا اپنی

تکلیفیں کسی سے شئر نہیں کیں۔۔اسے کبھی خود کے لیے جینا نہیں آیا اور سہی کہتے ہیں جو دوسروں کے لیے جیتے ہیں وہ خود کے لیے جینا بھول جاتے ہیں_ تم ہی ہو جو اسے سمیٹ سکتی ہو۔" گل بانو نے رمل کے گود میں رکھے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا_

" تمہیں لگ رہا ہو گا میں خود غرض ہوں مگر ایسا نہیں ہے، میں بھی اس سے ناراض ہوں رومی بھی جس کی ناراضگی اور تکلیف اسے تڑپا کے رکھ دیتی ہے ایک اسی کے لیے تو جی رہا ہے وہ۔۔" گل بانو نے اس کے ہاتھوں کو دبا کے چھوڑ دیا اور اپنے دوپٹے کے پلو سے اپنی نم آنکھیں صاف کیں، رمل کے دل میں مچلتے سوال آپ ہی آپ دم توڑ گئے_

***

وہ بغیر کسی شال اور سویٹر کے اس کہر برساتی سردی میں لان کے نسبتاً تنہا گوشے میں بیٹھا تھا، سگریٹ اس کی انگلیوں میں سلگ سلگ کر آدھا رہ گیا، شدتِ گریہ سے اس کی آنکھیں جل رہی تھیں اسے رومیصہ سے زیادہ خود پہ غصہ آرہا تھا اسنے رومیصہ کی بات آخر مانی ہی کیوں۔۔ رومیصہ کیا وہ اپنی روح پر لگے زخم وہ راتوں کو خوف کے مارے اٹھ کر چیخنے کی اذیت باپ کی موت کا ذمہ دار خود کو سمجھ کر

ذہنی مریضہ بن جانا اور کتنی ہی بار خودکشی کرنے کی کوشش کرنا کیا وہ ساری اذیتیں بھول گئی تھی، اور پھوپھو انھوں نے بھی ہماری تکلیفوں کو فراموش کر دیا۔

سگریٹ سلگتا اسکی انگلیوں کو جلانے کے درپہ ہوا تو اس نے سگریٹ کو اپنی مٹھی میں لے کر مسل دیا ہتھیلی جلی بھی تھی مگر پرواہ کیسے تھی_

"ابان عریض تم رمل حسین سے نکاح کرو گے کسی بھی لڑکی کو رومیصہ خیام بننے پر مجبور نہیں کرو گے" وہ کیسے سپاٹ انداز میں بولی تھی، رومیصہ کا احساسات و جذبات سے عاری اجنبی لہجہ اسکے دماغ پر کوڑے برسا رہا تھا۔

صبح کی اذان کی صدا بلند ہوئی تو اس نے اپنے تنے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا اور جلتی ہوئی آنکھوں کو انگلیوں کی پوروں سے دباتا اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا_

****

"چائے پیئیں گیں آپ؟" رومیصہ کچن میں آئی تو رمل پہلے سے وہاں موجود تھی، رومیصہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا_

"تمھیں بنانی آتی ہے۔۔۔؟" رومیصہ کے حیرانگی سے استفسار پر رمل مسکرائی_

"ہاں آتی ہے، مجھے چائے بنانی احد بھائی نے سکھائی تھی۔" وہ روانی میں بول گئی رومیصہ کے چہرے پر سایا سا لہرایا، رمل اپنے کام میں مگن ہو کر بولی، رومیصہ رمل کو ہی دیکھ رہی تھی کس قدر مشابہت تھی ان دونوں میں_

رمل اور ابان کے نکاح کے چند روز مزید رہنے کے بعد گل بانو واپس اسلام آباد چلی گئیں تھیں، ابان عریض تو اس سے مخاطب بھی نہیں ہوتا تھا، جبکہ رومیصہ شروع میں اس سے کم ہی بولتی تھی مگر جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا رومیصہ کو رمل سے جیسے انسیت ہوتی جارہی تھی، وہ تھی ہی اتنی خوبصورت اور معصوم کہ ہر کوئی اسکا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

"رومیصہ بی بی! ابان بھائی آپ کو بلا رہے ہیں ان کے ساتھ کوئی خوبصورت سی مہمان لڑکی بھی ہے_"رشیدہ کی اطلاع پر رومیصہ نے خالی کپ سنک میں رکھا اور رمل کی طرف مڑی۔

" تھینکس رمل چائے بہت اچھی تھی"رومیصہ کی تعریف پر رمل چھینپ گئی

***

"لوگ تو اتنے بڑے بڑے سرپرائز دیتے ہیں میرا نہیں خیال میرے اس چھوٹے سے سرپرائز نے سرپرائزڈ کیا ہو گا" زوباریہ رومیصہ کے گلے لگتے ہوئے بولی، نگاہیں ابان عریض کے وجیہہ چہرے کا طواف کر رہیں تھیں، جہاں ہلکے سے تبسم نے جھلک دکھلائی تھی

"تمہاری ادھوری مسکراہٹ اتنی جان لیوا ہے تو جب تم اس کے ساتھ کھل کر ہنستے ہو گے تو کیسے لگتے ہو گے"
اس نے اپنی آنکھیں بامشکل بھیگنے سے روکی،

کھو کر تمہیں میری جاں

اب مسکرانا

بس

جینے کا ہے اک بہانہ

"ویسے اچھا کیا جو پاکستان آگئی تم، مجھے بہت اچھا لگا ہم تمہیں بہت مس کرتے تھے زوبی_"رومیصہ کے کہنے پہ وہ ہنسی تھی

بڑی مشکل سے

بڑی دقت سے

بڑے کرب سے

"ہاں میں بھی مس کر رہی تھی تم سب کو اس لیے تو آگئی۔" اس کی بھٹکتی پیاسی نگاہ ایک بار پھر ابان عریض کے چہرے پر گئی تھی_ رومیصہ اور زوباریہ ڈبل صوفہ پر بیٹھی تھیں جبکہ ابان ان کے سامنے سنگل صوفے پر براجمان تھا، بلیو پینٹ کوٹ اور سفید شرٹ میں ملبوس وہ کیسے چھایا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"تم لوگ بیٹھو میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" ابان کہتا ہوا اٹھ کر لاؤنج سے نکل گیا اور زوباریہ کی نظروں نے تب تک اسکا پیچھا کیا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا_

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ابان، اور زوباریہ کے

سامنے تو بلکل بھی نہیں کیا سوچتی ہو گی وہ، اور

رمل کی کتنی انسلٹ ہوئی ہے تمہاری اس حرکت سے_" رومیصہ کے لہجے میں تاسف تھا، جب دن میں رومیصہ کے ہی کہنے پہ رمل نے سب کو چائے سرو کی اور کپ ابان کی طرف بڑھایا جس پر اس نے سرد نگاہوں سے رمل کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا_

"رکھ دو میں خود لے لوں گا__" بے عزتی کے احساس سے رمل کا خوبصورت چہرہ لمحوں میں دہک اٹھا۔

زوباریہ نے یہ بات نوٹ کی ہو یا نہیں مگر رومیصہ نے دکھ سے ابان کی طرف دیکھا تھا۔ جس کی اس نے قطعی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔

"مجھ میں تم جیسا ظرف نہیں ہے رومی،، اور اسکی سائیڈ کم لیا کرو پہلے پھوپھو کم تھیں جواب تم شروع ہوگئی ہو_ "وہ برہم ہوا

"میری بات اور ہے، میں سب بھلا چکی ہوں۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی_

"اچھا۔۔۔اگر ایسا ہے تو تم نے شہریار کا پرپوزل کیوں ریجیکٹ کیا_؟"

"یہ ایک الگ بات ہے__" وہ نگاہیں چراتے ہوئے بولی۔

"الگ نہیں ایک ہی بات ہے، حقیقت تو یہ ہے تم صرف دیکھاوا کرتی ہو_" وہ تلخ ہوا، رومیصہ ابان سے محض ڈیڑھ برس بڑی تھی مگر ابان نے کبھی آپ جناب جیسا تکلف نہیں کیا تھا۔

"اگر میں شادی نہیں کرتی تو تم یونہی اپنی زندگی ضائع کر دو گے، خود پہ خوشیاں حرام کر لو گے۔۔۔؟"

"ہاں، رمل حسین کے ساتھ میں اپنی خوشیاں شیئر نہیں کر سکتا۔ "

"اس کے ساتھ نہیں کرو گے تو گویا کسی اور کے ساتھ کرنے کا ارادہ ہے؟" رومیصہ دوبدو بولی

"شاید۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے_

"وہ بھی اس صورت میں، اگر تم شادی کرو گی تو_ پھر میں اپنے بارے میں سوچوں گا__ اپنے لیے کوئی لڑکی دیکھوں گا۔" ابان نے "تو" کو خاصہ لمبا کھنچا،،

باہر کھڑی رمل جو ابان کے منہ سے اپنا نام سن کے تھم سی گئی، اسکے چہرے پہ تاریک سا سایہ لہرایا۔

وہ ایک کے بجائے دو کرتا یا چار اسکی بلا سے،، تو پھر اسکو اتنا فرق کیوں پڑ رہا تھا؟ نہیں اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیوں کے وہ اس سے نفرت کرتی ہے شدید نفرت۔۔۔۔ وہ وہاں سے ہٹ گئی

بلکل

خاموشی سے

چپ چاپ

دبے پاؤں

"میرے ساتھ جو ہونا تھاوہ میں اپنے نصیب میں لکھا سمجھ کر قبول کر چکی ہوں، مگر اس سب میں رمل کا تو کوئی قصور نہیں نکلتا۔۔۔"

"اسکا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ عالیہ بیگم کی بیٹی ہے رومی" ابان دانت پہ دانت جما کر بولا

"وہ بہت معصوم ہے ابان" رومیصہ نے اس کا معمولی سا دفاع کرنا چاہا_

"ہو گی۔۔۔ میں نے کبھی غور نہیں کیا۔۔۔" اس کی اسی بے نیازی پہ ہی تو زوباریہ بختیار مر مٹی تھی، سوسائٹی کی کتنی ہی لڑکیاں دل ہتھیلی پر رکھے پھرتی تھیں اور وہ کسی کی طرف دیکھنا بھی اپنی مردانگی کی توہین سمجھتا تھا۔ رومیصہ اسے دیکھ کر رہ گئ_

****

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے_" وہ بغیر دستک دیئے سٹڈی روم میں داخل ہوتی اس کے سر پر کھڑی ہو کر بولی، ابان نے انتہائی غصے سے اسکی طرف دیکھا جیسا کہہ رہا ہو" تمہیں تمیز تو بلکل نہیں ہے"

"کسی کے روم میں آنے کے کچھ آداب بھی ہوا کرتے ہیں محترمہ رمل حسین یا یہ بھی میں تمہیں سکھاؤں" اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی ناگواری تھی، وہ جس کیس پر کام کر رہا تھا وہ نہایت توجہ کے قابل تھا، کہتے ساتھ ہی وہ دوبارہ فائل پر جھک گیا۔ رمل کو بہت بے عزتی محسوس ہوئی

رمل نے فائل پر ہاتھ مارا ابان نے اس کی اس حرکت کو خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔ رمل کی جگہ اگر اس وقت کوئی اور ہوتا تو اب تک ابان عریض اسکا منہ توڑ چکا ہوتا اس بدتمیزی پر_

"میں رومیصہ آپی سے بھی پوچھ سکتی ہوں مگر چونکے میری زندگی برباد کرنے میں آپ کا ہاتھ ہے تو سوال جواب بھی میں آپ سے ہی کروں گی_" وہ اس کے بے حد قریب کھڑی تھی مگر شاید انجان تھی، جانے اس میں اتنی ہمت کیاں سے آگئی تھی جو یوں اس کے سامنے تن کر کھڑی ہو گئی۔

"رومیصہ آپی_ "ابان لفظ "آپی" کو ذرہ لمبا کھنچتا زور سے ہنس پڑا۔ رمل ایک لمحے کو مبہوت ہوئی بھلا کوئی مرد ہنستے ہوئے اس قدر حسین بھی لگ سکتا ہے،، صرف ایک لمحے کی بات تھی بس۔۔۔۔رمل نے نگاہوں کا زاویا بدل لیا

"رشتے داریاں کم بناؤ وہ میری بہن ہے تمہاری کچھ نہیں لگتی" آخر میں اس نے سخت لہجے میں تنبیہ کی

"ہونہہ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے_ "کل شام کی اس کی باتوں کا اثر تھا یا جلن کا شدید احساس اس کے منہ سے پھسل گیا،

"تو پھر یہاں کیا لینے آئی ہو ہاں۔۔۔؟" وہ جو کب سے اسے برداشت کر رہا تھا اس کے اس انداز پہ کھڑے ہو کر جنونی انداز میں اپنے فلادی بازوں میں جکڑ لیا_

"آپ جانتے ہیں کیا لینے آئی ہوں۔" رمل اپنے آپ کو چھڑاتی اس کی انتہائی سخت گرفت میں سسک اٹھی ابان نے اسے چھوڑنے کے بجائے مزید قریب کر لیا وہ نازک سی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح اس کے بازوں میں جیسے چرمرا کے رہ گئی تھی_

"مت کرو رمل حسین اپنی ہی نگاہوں میں رسوا ہو جاؤ گی" وہ بے بس ہونے لگا تھا، یہ نرم لہجہ ابان عریض کا نہیں بلکہ علی خیام کا تھا، ابان عریض تو صرف بھسم کرنا جلانا جانتا تھا

"پہلے کونسا میری پیشانی بے داغ رہی ہے "ابان عریض کی قربت نے اسکے دل میں کہرام برپا کر دیا تھا ،،اس کے نرم لہجے پہ رمل کا دل پگھل کر اس کی کانچ آنکھوں سے بہنے لگا

"رسوا ہونا کیسا ہوتا ہے تم کیا جانو رمل حسین_"وہ رمل کو خود سے الگ کرتے ہوئے بولا، ابان کی آنکھوں کی سرخی بڑھنے لگی۔

"ہا۔۔۔میں نہیں جانوں گی_؟ جسے بنا کسی قصور کے سزا دے دی گئی ہو اور سزا بھی ایسی جو عمر بھر کے لیے میرے گلے کا طوق بن گئی ہے"وہ اپنی سانسیں بحال کرتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی_

"یہ طوق تم نے خود اپنے گلے میں ڈالا ہے تمہیں کسی نے مجبور نہیں کیا تھا مائنڈ اٹ_"ابان نے جیسے اسے یاد دہانی کروائی_

"یہاں سے چلی جاؤ، نہیں چاہتا کہ میں کچھ ایسا کہہ دوں جو تمہیں یہاں کھڑے کھڑے ذلت کی پستیوں میں دھکیل دے" ابان نے اپنی دائیں ہاتھ کی مٹھی کو بھیچ کر خود پہ ظبط کیا
بہتی آنکھوں سے وہ ایک ٹک ابان عریض کو دیکھ رہی تھی، جس کے ہونٹ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے، جب وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تو ابان اسے ایک طرف دھکیلتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ وہی کارپٹ پہ ڈھے گئی_

"مزید کیسی ذلت رہ گئی ہے ابان عریض_ جو مجھے ابھی سہنی ہے_" وہ سسک اٹھی

****

آج صالحہ کی موت ہوئے دس دن بیت گئے تھے، پہلے رمل اور اب صالحہ کی خودکشی نے انھیں توڑ کر رکھ دیا تھا، وہ جو وسیع سوشل سرکل رکھتی تھیں اس وقت تنہا اکیلے کمرے میں بند تھیں_ احد کی نفرت نے انھیں پاگل سا کر دیا تھا_

ان کے ہاتھ میں موجود پرچے نے پھڑ پھڑا کر کسی پر کئے گئے ظلم کا نوحہ کیا تھا، ان کی خالی ویران نظریں ایک بار پھر اس تحریر پر دوڑنے لگی_

"میں تھک گئ ہوں مما، اب ہمت نہیں رہی اس بوجھ کے ساتھ اس گناہ کے ساتھ جینے کی جو نادانستگی میں آپ کے ساتھ مل کر مجھ سے ہو گیا، رومیصہ خیام کی بدعاوں نے مجھے ایک رات بھی سکون سے سونے نہیں دیا پانچ سالوں میں میں پل پل مری ہوں ضمیر کے کوڑوں نے رات کے اندھیرے میں میرے وجود کو نیلو نیل کیا ہے، مجھے معافی نہیں ملی_ مجھے معافی مل ہی نہیں سکتی کیوں کے میں خود اپنے آپ کو معاف نہیں کرنا چاہتی_

اس لیے میں نے اپنے لیے سزا خود تجویز کی ہے حرام موت کو گلے لیا__

عالیہ بیگم میں مزید پڑھنے کا یارانہ نہیں رہا تھا، انھوں نے اس خط کو یوں پھینکا جیسے وہ سانپ بچھو ہو۔ عالیہ بیگم نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو نوچ ڈالا_ مکافات عمل تو کب کا شروع ہو چکا تھا
"زوباریہ بی بی۔۔۔! ابان صاحب آ گئے ہیں_" ملازمہ کی اطلاع پہ زوباریہ کی دھڑکنیں بڑھیں تھیں، نزہت بیگم نے آج مسٹر اینڈ مسز ابان عریض کو لنچ پر انوائٹ کیا تھا۔

وہ باہر آئی تو پہلی نگاہ ابان کے پہلو میں بیٹھی رمل کے خوبصورت و دلکش سراپے پر پڑی تھیں، وہ نزہت بیگم کی کسی بات کا جواب دیتی دھیمے سے مسکرا رہی تھی، بلاشبہ وہ بے حد حسین لڑکی تھی اور اسے یہ ماننے میں ذرہ قباحت نہیں تھی کہ ابان عریض کی چوائس ہمیشہ سے لاجواب رہی تھی_

رومیصہ نے بتایا تھا رمل اور ابان کی لو میرج تھی۔ اس کے دل میں ہوک سی اٹھی، آنکھیں بھیگ بھیگ گئی، وہ چھ ماہ اس کا سب کچھ لے گئے تھے_

زوباریہ اور ابان نے ایک ساتھ کالج پڑھا تھا، ابان مزید تعلیم کے لیے ملک سے باہر چلا گیا۔ تو زوباریہ نے بھی اس کے ساتھ جانے کا قصید کر لیا، ابھی وہ کچھ عرصہ ہی وہاں رہا تھا جب اسکو سب کچھ چھوڑ کر واپس آنا پڑا۔ زوباریہ بھی آجاتی اگر اسکے بھائی نے اسے یہ بے وقوفی کرنی دی ہوتی جو سالوں سے وہاں مقیم تھا، پھر سب کچھ اچھا تھا وہ اور ابان عریض اکٹھے تھے بس درمیان میں آنے والے چھ ماہ اسکا سب کچھ لے گئے، شجاع کا بیٹا پیدا ہوا تو شجاع نے نزہت بیگم کو اپنے پاس بلایا، نزہت بیگم کی طبعیت ایسی نہیں تھی کہ وہ سفر کر پاتی، ڈاکٹر نے انھیں سختی سے سفر کرنے سے منع کیا تھا اس لیے مجبوراً زوباریہ کو

جانا پڑا تھا۔ اور اب جب وہ واپس آئی تو اس کو کیسی دل سوز، دل خراش خبر سننے کو ملی تھی، ابان عریض کسی اور کا ہو گیا تھا، ابان عریض کسی اور کی زلف کا اسیر تھا،،

کاش وہ نہ جاتی

کاش اس نے شجاع کو منع کر دیا ہوتا

کاش اس نے ماما کی بات نہ مانی ہوتی

اسکی زندگی میں کتنے ڈھیر سارے کاش رہ گئے تھے، ابان عریض اسکا نہیں رہا تھا جس کو وہ دل کی گہرائیوں سے پوجتی آئی تھی _

"تو یہ طے ہوا ابان عریض مجھے تم بن جینا ہے___" اس نے کرب سے سوچا تھا اور آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا۔۔۔

محبت روگ ہے جاناں

اسکو مشکل ہے پانا

مشکل ہے نبھانا

محبت روگ ہے جاناں

کب کس نے کہا خوش ہوں میں

محبت ہو جانے کے بعد

اسکا کھو دینا اور

عمر بھر کا رونا

محبت روگ ہے جاناں

وہ ہنستے ہنستے

آنکھوں کا بھر آنا

محبت روگ ہے جاناں

وہ تیری یاد کا دل میں بسیرا کرنا اور

میرا تڑپ تڑپ کر رونا

محبت روگ ہے جاناں

رتجگوں کی غماز آنکھوں میں

اب ہے صرف افسانہ

محبت روگ ہے جاناں

محبت روگ ہے جاناں

کھانے کے بعد قہوے کا دور چلا تھا، قہوہ پیتے ہی ابان اپنی کلائی پر بندھی ریسٹ واچ کو دیکھتے اٹھ کھڑا ہوا ساتھ رمل بھی۔

"تمہاری بیوی بہت پیاری اور نازک سی ہے ابان اللہ تم دنوں کی جوڑی سلامت رکھے اور جہاں بھر کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے۔" نزہت بیگم نے رمل کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا، ابان کی نظریں رمل کے چہرے پر سجے رنگوں پر ٹھہر سی گئی وہ سمجھ نہیں پایا یہ رنگ ظبط کے تھے یا تکلیف کے۔۔۔

نزہت بیگم نے اپنی کلائی سے ایک سونے کا کنگن اتار کر رمل کو پہنانا چاہا جس پر اس نے گھبرا کر مدد طلب نظروں سے ابان کی طرف دیکھا، جو پہلے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے بولا۔

"آنٹی اس کی کیا ضرورت ہے آپ رہنے دیں۔۔۔"

"ابان تم کچھ نہیں بولو گے یہ میرا اور رمل کا معاملہ ہے۔"انھوں ابان کو گھر کا جس پر وہ خاموش ہو گیا، زوباریہ بس خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی مگر اندر طوفان برپا تھا، اس کا ظبط بکھر رہا تھا زوباریہ کا دل چاہا وہ خود کہیں غائب ہو جائے یا رمل کو ابان عریض کے پہلو سے غائب کر دے_ گھر واپسی پر وہ پہلے سے بھی زیادہ خاموش تھی ابان نے ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد نگاہ ونڈ اسکرین پر جما دی۔

***

شہریار نے بے بسی سے روتی ہوئی رومیصہ کو دیکھا، کاش وہ اس پہ اختیار رکھتا حق رکھتا تو اس کے یہ آنسو اپنی پلکوں سے چُن لیتا اسکے سسکیاں لیتے وجود کو اپنی مظبوط بانہوں کا سہارا دیتا، اسے سمیٹ لیتا،، مگر مگر وہ ظالم لڑکی اسے کوئی حق دینے کو تیار ہی نہیں تھی_

"رومیصہ مت روئیں ایسے۔" وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا "ایسے مت رو تمہارے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ میرا دل میرے اختیار سے باہر ہو رہا ہے_" مگر وائے رے وقت کی ستم ظرفی۔۔۔۔

"وہ بلکل ٹھیک ہے گولی بس کندھے کو چھو کر گزری ہے۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کیسے دلاسہ دے_

"شہریار بھائی۔۔۔! واقعی کوئی خطرے والی بات نہیں ہے نہ_؟" اس نے اپنے لہجے کو حتیٰ المکان متوازن رکھنے کی کوشش کی تھی، وہ رومیصہ کی طرح رو نہیں رہی تھی بلکہ اضطرابی انداز میں ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا رہی تھیشہریار نے معصومیت اور خوبصورتی کے پیکر کو دیکھا اور بے ساختہ اسے ابان عریض پر رشک سا آیا، وہ تھا ہی ایسا کہ رمل حسین جیسی لڑکی ڈیزرو کرتا

"کوئی خطرے والی بات نہیں ہے وہ بلکل ٹھیک ہے_" شہریار نے تسلی دی

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی" رومیصہ اس کے جانے پہ تیزی سے کھڑی ہوتی بے تابی سے بولی

"نہیں ابان نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ دونوں میں سے کوئی ہوسپٹل نہیں آئے گا،، آپ لوگ پریشان نہیں ہوں وہ شام تک ڈسچارج ہو کر گھر آجائے گا اور ویسے بھی میں اور زوباریہ اس کے پاس ہیں_" ابان عریض زخمی ہو اور رومیصہ کا دل پریشان نہ ہو ایسا کیسے ہو سکتا تھا_

"بس کرو یار رومی اور کتنا روؤ گی پہلے زوباریہ اور اب تم، دریا بہانے کا ارادہ ہے کیا تم لوگوں کا_" وہ گھر آیا تو رومیصہ اس کے گلے لگتے رو پڑی تھی۔ وہ کوفت سے بولا رمل ایک جانب خاموشی سے کھڑی تھی ابان کے کہنے پہ رمل نے بے ساختہ زوباریہ کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں بس برسنے کو تیار تھیں، رمل نے نوٹ کیا تھا وہ جب بھی ابان کی طرف دیکھتی تو ایسا لگتا تھا جیسے آخری بار دیکھ رہی ہو، رمل کو اس کا دیکھنا بہت عجیب لگتا تھا ابان عریض کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں حسرت ہوتی تھی، کچھ بہت خاص کھو دینے کا گہرا ملال۔۔۔

"تم ایسے کام ہی نہیں کیا کرو جو مجھے رونے پر مجبور کر دیں مجھے تکلیف دیں_" رومیصہ ابھی بھی سوں سوں کر رہی تھی، ابان اسے دیکھتے ہوئے ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے آئندہ احتیاط کروں گا فلحال مجھے نیند آرہی ہے میں سونا چاہتا ہوں" شاید میڈیسن کا اثر تھا وہ غنودہ آواز میں بولا۔ "اور سنو پھوپھو کو کچھ مت بتانا وہ خوامخواہ پریشان ہو جائیں گی" رومیصہ کے ساتھ چلتے ہوئے ابان نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا_

اور پیچھے وہ اکیلی رہ گئی تھی، وہ کیوں اپنا اور زوباریہ کا موازنہ کر رہی تھی، زوباریہ بختیار اسکی دوست تھی اور رمل حسین انتقامؔ اسکی زندگی میں شامل ہونے والی لڑکی۔ اس نے تو رمل کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا وہ تو وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی اس کے آس پاس تو بس زوباریہ اور رومیصہ تھیں وہ تو کہیں نہیں تھی، اس نے بے دردی سے گالوں پر پھسل آنے والے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا_ اسے ابان عریض کا نظر انداز کرنا اتنا برا کیوں لگ رہا تھا__

****

اسکی آنکھ عجیب سی آواز پہ کھلی تھی، وہ تیزی سے اٹھی یہ آواز ابان کے کرہانے کی تھی وہ لپک کر ابان کے قریب گئی اس نے لیمپ آن کیا وہ تکیے پر سر پٹخ رہا تھا چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہیں تھیں، رمل نے اپنا ہاتھ اسکی پیشانی پر رکھا جو آگ کی مانند تپ رہی تھی_

"آنکھیں کھولیں ابان، کیا ہوا ہے آپکو۔۔۔؟" اس نے پکارنے کے ساتھ اپنے ٹھنڈے یخ ہاتھوں سے ابان کے گال تھپتھپائے مگر اسکی حالت میں سر موں فرق نہیں پڑا تھا۔ رمل نے اس پر سے کمبل ہٹایا اور اسکے کُرتے کے سارے بٹن کھول دیئے_

شاید بازو میں درد کی وجہ سے اسے بخار نے آگھیرا تھا جس کے باعث اسکی رنگت خطرناک حد تک سُرخ ہو رہی تھی۔

"ابان پلیز آنکھیں کھولیں ہوش کریں، کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔" وہ رو دینے والی ہو گئی، رمل اپنے ٹھنڈے ہاتھ کبھی اسکی پیشانی پر رکھتی کبھی آنکھوں پر تو کبھی اسکے سینے پر وہ پہاڑ کی مانند مظبوط نظر

آنے والا شخص اس وقت کیسے نڈھال پڑا تھا دنیا و مافیہا سے غافل رومیصہ کا خیال آتے ہی وہ اٹھ کر جانے لگی تبھی ابان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے جلتے سینے پر رکھ دیا_

"بہت_بہت_جلن ہے_گھٹن ہے_یہاں_رمل"وہ آہستہ آواز میں بڑبڑایا۔ ابان نے اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لے لیاوہ بخار کی شدت کو اسکے سینے کی حدت سے محسوس کر سکتی تھی، رمل تقریباً اس پہ جھکی ہوئی تھی اور اسکی بڑبڑاہٹ کو آسانی سے سن سکتی تھی

"آگ ہے ہر طرف_اور یہ_یہ آگ مجھے جلا رہی ہے رمل_" اسکا گمبیر خوبصورت لہجہ رمل کا دل دھڑکا گیاوہ اسے ہمیشہ رمل حسین کہتا تھا مگر اس وقت ہوش کی دنیا سے بے گانہ وہ صرف "رمل" کو اپنا درد سنا رہا تھا، رمل کی آنکھ سے ایک آنسو لڑھکتا ہوا ابان کے گریبان میں جذب ہو گیا_
اس کے ہاتھوں کی گرفت رمل کے ہاتھوں پر سخت ہو گئی تھی، جیسے اس کے دور جانے کا خوف ہو اسکو کھو دینے کا احساس جاں گزیں ہو__

"یوں مت کریں ابان_ایسے نہیں لٹیں اپنی آنکھیں کھولیں پلیز_مجھے ڈر لگ رہا ہے، آپ تو بس رمل حسین کو بھسم کرتے جلاتے ہوئے اچھے لگتے ہیں دھاڑتے ہوئے غراتے ہوئے، یوں بے بس نہیں" وہ رو پڑی تھی وہ کیسی تھی اپنے صیاد کی تکلیف اسے رولا رہی تھی۔

ابان کی پلکوں میں جنبش ہوئی اور پھر اس نے اپنی سرخ ڈوروں سے سجی آنکھیں وا کر دی، وہ اس پہ جھکی رو رہی تھی کتنی دیر تک ابان اس کی بند آنکھوں سے ٹوٹتے موتی دیکھتا رہا جس کے آنسوؤں سے اسکا چہرا بھیگ رہا تھا۔

"پانی_" اسکے گلے میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے، رمل نے پھرتی سے گلاس میں پانی انڈیلا اور بامشکل تمام اس کا سر اوپر کر کے گلاس اسکے لبوں سے لگایا، پانی پیتے ہی وہ دوبارہ اسی پوزیشن میں واپس لیٹ گیا_

"سائیڈ ٹیبل پر میڈیسن رکھی ہیں ان میں پین کلر ہے وہ دے دو" ابان کے کہنے پر رمل نے پین کلر نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھی

"آپ کو پین زیادہ ہو رہا ہے تو میں رومیصہ آپی کو بلاتی ہوں وہ ڈاکٹر کو بلائیں گیں_ "اس کے چہرے پر تکلیف کے اثار دیکھتے ہوئے بولی ابان نے بے ساختہ اسکا ہاتھ تھاما اور نفی میں سر ہلایا

"سر میں شدید درد ہے اگر برا نہ لگے تو پلیز سر دبا دو__" رمل کی ساری جان اس ہاتھ میں سمٹ آئی تھی وہ آہستگی سے اس کے سرہانے بیٹھ گئی اور اپنا نازک مخروطی انگلیوں والا ہاتھ اسکی چوڑی پیشانی پر رکھ دیا اور نرمی سے دبانے لگی، جب اسے سکون نہیں آیا تو ابان نے اپنا سر اسکی گود میں رکھ دیا، وہ تو جیسے مر گئی تھی، وہ پہلی بار کسی مرد کے لمس سے آشنا ہوئی تھی اس کے ہاتھ کپکپا اٹھے اور دھڑکنیں بے ہنگم ہو گئیں، ڈھڑکنوں کا انداز مختلف تھا جس سے رمل پہلے قطعی انجان تھی ابان عریض اسکی ڈھڑکنوں کے بڑھتے شور کو سن رہا تھا اس نے رمل کے لرزتے کپکپاتے ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگا لئے،

بھلا پہلے کب ابان نے اس پر ایسی مہربانیاں کی تھیں وہ کہاں عادی تھی رمل کے آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے۔ رمل اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکی رنگت میں گلابی پن چھلکتا تھا جو اسکے صحت مند ہونے کا پتہ دیتا تھا، ہر وقت ترتیب سے سیٹ بال اس وقت بکھرے پڑے تھے اسکی کالی سیاہ گھور بولتی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر مغرورانہ تیکھی کھڑی ناک جو لوگوں کو اس سے بات کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنے اور اپنی حد میں رہنے پر مجبور کر دیتی تھی، عنابی لب گھنی مونچھوں تلے دبے تھے۔ بلاشبہ وہ بے حد حسین مرد تھا_

اگر وہ ہوش میں ہوتا تو یقیناً ایسا کرنے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں، بخار کی شدت کے باعث وہ مدہوش اور خود سے غافل تھا۔ کچھ دیر بعد وہ گہری پر سکون نیند سو گیا لیکن کسی اور کی نیندیں اڑا کر_

****

"اچھا ہوا وہ کتا خود کیفر کردار کو پہنچا ورنہ خود پر حملے کے بعد تو میں نے اسکے ناپاک وجود کی بوٹی بوٹی کر کے چیل کووں کو کھلانی تھی_ "وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسے ابان کا سر د پھنکارتا لہجہ سنائی دیا۔

"سچل نواز کی حالت پاگل کتے جیسی ہو رہی ہے اپنے خبیث بیٹے کی موت کا ذمہ دار مجھے سمجھ رہا ہے، مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہا، بھول رہا ہے ابان عریض ڈرنے والا نہیں بلکہ ڈرانے والوں میں سے پیدا ہوا ہے_ "ایک لمحے کو خاموش ہو کر اس نے دوسری طرف کی بات سنی پھر ہنسا۔

رمل کو اس یکطرفہ گفتگو سے اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود پر ہونے والے حملے سے متعلق کسی سے ڈسکس کر رہا تھا، اس نے آگے بڑھ کے ناشتے کی ٹرے میز پر رکھی جو رومیصہ نے اس کے ہاتھ کمرے میں بھیجی تھی ، وہ اسکے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی اس نے شاور لیا تھا جسکی وجہ سے ماتھے پر بکھرے بالوں سے ابھی بھی پانی ٹپک رہا تھا_

"بہت جلد سچل نواز بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو گا، چلو ٹھیک ہے تم فائل گھر لے آنا باقی ڈسکشن ہم بعد میں کریں گے "رمل کو دیکھ کر اس نے بات سمیٹی موبائل آف کر کے پاکٹ میں ڈالا اور رمل کے قریب آرکا،رات کی نسبت وہ خاصہ فریش لگ رہا تھا

"کچھ اور چاہیے تو بتا دیں میں لا_"وہ مکمل بیوی کے روپ میں ڈھلی ہوئی تھی اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ابان عریض نے اپنا دایاں بازو اس کی کمر میں حمائل کر کے خود سے قریب کر لیا اور اسے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اسکے کندھے پر سر رکھ دیا، یہ سب لمحوں میں ہوا تھا رمل کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا_

"نہیں بس تم چاہئیے ہو_" اسنے گمبیر سرگوشی رمل کے کان میں انڈیلی، وہ ششدر سی اسکے لمبے چوڑے سراپے میں چھپی کھڑی تھی۔ رات کو تو وہ ہوش میں نہیں تھا مگر اس وقت تو وہ مکمل ہوش وحواس میں تھا پھر وہ ایسا کیوں کر رہا تھا، اسکی یہ مہربانی رمل کی سمجھ سے باہر تھی شاید رات کی اسکی خدمت نے ابان عریض کے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ پیدا کر دیا تھا، کیا ابان کے دل کی دنیا بدل رہی تھی۔۔۔؟

وہ جو اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا اس وقت اسے کسی قیمتی متاع کی طرح اپنے حصار میں لے رکھا تھا، رمل دور ہونا چاہتی تھی مگر ابان کا حصار اس کے گرد سخت تر ہو گیا تھا، وہ اسکے اس قدر قریب تھا کہ رمل کی اتھل پتھل ہوتی سانسوں اور دھڑکنوں کو اپنے سینے میں مدغم ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

رات رمل کی حیرانگی چہرے پہ اترے رنگ اور آخر میں آنکھوں کی نمی نے نہ چاہتے ہوئے بھی ابان عریض کو ڈسٹرب کر دیا تھا، وہ سمجھ رہی تھی ابان نے اس کے ہاتھوں کو مدہوشی میں اپنے لبوں ک لمس بخشا تھا مگر نہیں،، دل نے بے ساختہ اسے ڈپٹا تھا اور کہا کے رمل حُسین مظلوم ہے وہ اس کے ساتھ بہت زیادہ غلط کر چکا ہے، اور پھر جب تک نیند نے اسے اپنے آغوش میں نہیں لیا ابان کو اپنے

چہرے پر اس کی نظروں کی تپش محسوس ہوتی رہی تھی، اس کا دل چاہا وہ رمل حسین کو اپنے حصار میں قید کرلے مگر انا اڑے آگئی۔

"اور یہ انا ہی ہے جو اچھے بھلے رشتوں کی خوبصورتی کو مدھم کر دیتی ہے، ہم انمول رشتوں کو کھو دیتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا"_

دروازے پر دستک ہوئی اور طلسم ایک چھناکے سے ٹوٹا تھا رمل اس سے تیزی سے الگ ہوئی اور بنا اسکی طرف دیکھے واش روم میں بند ہوگئی۔ آنے والی زوباریہ تھی ابان نے لب بھیج کر واش روم کے بند دروازے کو دیکھا اور زوباریہ کی طرف متوجہ ہوگیا_

****

شہریار کے گلا کھنکارنے پر رومیصہ کے ہاتھ سست پڑ گئے اور ہلکی سی لرزش ہاتھوں میں اتر آئی اس نے چہرا گھما کر پیچھے دیکھا شہریار اسے ہی دیکھ رہا تھا، شہریار کو دیکھ کے رشیدہ کچن سے نکل گئی تھی۔

"کچھ چاہیے تھا آپ کو_؟ میں بس یہ ٹرالی ڈرائینگ روم میں بھیج رہی تھی" پوچھتے ساتھ اس نے وضاحت بھی کر دی_

"ہاں تم۔۔۔ اپنا آپ مجھے سونپ دو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیے مجھے"__

"نہیں آج موقع ملا تو سوچا آپ سے پوچھ لوں مجھے ٹھکرانے کی کیا وجہ ہے_؟" وہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر کہہ کچھ اور گیا اسکی بات پہ رومیصہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی_

"میں نے کب ٹھکرایا آپ کو_" وہ کنگ ہوئی شہریار کو اس کی یہ ایکٹنگ آگ لگا گئی

"میرا پرپوزل ریجیکٹ کر دیا آپ نے، اور پوچھ رہیں ہیں کب ٹھکرایا آپ نے مجھے_؟ مجھ میں کیا کمی ہے رومیصہ خیام کیا تم ایکسپلین کرو گی_" وہ ایک دم آپ سے تم پر آیا تھا۔ رومیصہ کے لیے بولنا مشکل ہو گیا تھا

"کمی آپ میں نہیں مجھ میں ہے شہریار، میں آپ کے قابل نہیں ہوں بلکہ میں تو کسی کے قابل بھی نہیں ہوں یہ بات آپ بھی جانتے۔" وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسک اٹھی شہریار کے دل کو تکلیف پہنچی تھی_

"مجھے تمہارے ماضی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے،، میں یہ بھی نہیں جانتا تم کسی اور کے لائیک ہو یا نہیں مگر میں بس اتنا جانتا ہوں۔ اگر تم نہیں ہو گی تو میری زندگی کے رنگ پھیکے پڑ جائیں گے، اور یہ یاد رکھنا رومیصہ تم نہیں تو کوئی نہیں میں کبھی شادی نہیں کروں گا کسی دوسری لڑکی سے کیوں کے میری پہلی اور آخری محبت تو رومیصہ خیام ہے_" وہ اسکے کانوں میں سحر پھونک کر جا چکا تھا، رومیصہ کو اپنا دل سنبھلنا مشکل ہو گیا تھا۔

کالے سیاہ بادلوں نے آسمان کو ڈھکا ہوا تھا اور بس کسی بھی لمحے برسنے کو بے تاب تھے، ہوا کے یخ بستہ جھونکے کچھ دیر بعد اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہے تھے مگر وہ ڈھیٹ بنی کھڑی رہی، تبھی اس کے پیچھے قدموں کی چاپ ابھری اور اس کے قریب آ کر رک گئی_

"یہاں مت کھڑی ہو، ٹھنڈ لگ جائے گی_" ابان کی آواز پر وہ چونکی ضرور تھی لیکن مڑی نہیں۔

"بہت ڈھیٹ ہوں اس ٹھنڈ سے نہیں مروں گی" وہ خود اذیتی سے بولی ابان کو وہ بہت اداس اور ملول دکھائی دی، وہ اس کے پہلو میں آ کھڑا ہوا اور ٹیرس کی گرل پر اپنے ہاتھ ٹکا دیئے، رمل نے صرف سویٹر پہن رکھا تھا اور سوٹ کے ساتھ کا باریک دوپٹہ اوڑھ ہوا تھا جبکہ ابان جیکٹ کے علاوہ گرم شال بھی لپیٹے ہوئے تھا۔

"ڈھیٹ کا پتہ نہیں مگر یہ غضب کی سردی تمہارا بہت کچھ بگاڑ لے گی۔" اسکے نازک سراپے پر ایک گہری نظر ڈال کر بولا، اسکے لہجے میں مسکراہٹ کا عنصر شامل تھا رمل نے چہرا گھما کے اسکی طرف دیکھا ، براؤن مردانہ چادر کندھوں پر ڈالے اس عام سے حلیے میں بھی وہ بہت شاندار لگ رہا تھا ایک مکمل

اور چھایا ہوا مرد، رمل کے دیکھنے پر جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا تو رمل نے بے ساختہ نظریں چرائیں لیکن وہ دل کی اس بے ایمانی پر ششدر تھی۔ اسکا نظر انداز کرنا رمل کو برا لگتا تھا اور اب جب کہ وہ اسے اہمیت دے رہا تھا تو ایک انجانے خوف نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، اسکی پلکیں نم ہونے لگی_

"تم رو رہی ہو_" ابان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اس کا رخ اپنی جانب موڑا، رمل کے ہونٹ کافی دیر سردی میں کھڑے رہنے کی وجہ سے نیلے پڑ گئے تھے اور ناک سرخ ہو رہی تھی، ابان نے پوچھا تو وہ پھپک کر رو پڑی_

"مما یاد آرہی ہیں احد بھائی_" آنسوؤں کی یلغار کے باعث وہ بات مکمل نہیں کر پائی، ابان نے خاموشی سے اسے تھام کر اپنے قریب کیا اور اس پر اپنی چادر اوڑھا دی یوں کے رمل مکمل اس میں چھپ گئی_

وہ اسکے سینے سے لگی شدتوں سے رو پڑی، شاید وہ ایسے ہی کسی سہارے کی تلاش میں تھی جہاں وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکتی، اور وہ دل کا بوجھ ہلکا کر بھی کہاں رہی تھی اپنے ہی صیاد کی بانہوں میں...

ابان عریض کا دل ہر بری یاد کو مٹا کر اس نازک سی لڑکی کے سنگ زندگی کی ہر خوشی کشید کرنے کو چاہا رہا تھا_

وہ ہر چیز بھلا دینا چاہتا تھا وہ یاد رکھنا چاہتا تھا تو صرف یہ کہ جو پیاری سی لڑکی اسکی بانہوں میں اسی کے دیئے ہوئے درد پہ سسک رہی ہے، وہ اسکی بیوی ہے...

خوش کن احساسات میں بہتا وہ رمل کی ٹھنڈی پیشانی پہ اپنے لب رکھ چکا تھا.... تبھی رمل ہوش میں آئی اسنے اپنے دونوں ہاتھ ابان کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا لڑکھڑا کر رہ گیا_

"آئی ہیٹ یو.... آئی ریئلی ہیٹ یو ابان عریض!! میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی، زندگی کی آخری سانس تک نہیں آپ مر رہے ہونگے تب بھی نہیں" ...

وہ روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ کے اندر کی جانب بھاگ گئی، اور ابان اس شدید رد عمل پر سبکی کے احساس کے ساتھ سرخ چہرہ لیے اسی جگہ کو گھور رہا تھا جہاں کچھ لمحے پہلے رمل حسین کھڑی تھی_ اس کے تمام نرم گرم جذبات بھاپ بن کر اڑ گئے تھے اب وہاں صرف راکھ باقی رہ گئی تھی _

رمل کے دھکے کے باعث اسکے کندھے میں اٹھنے والی ٹیسوں کی تکلیف اس ذلت سے زیادہ نہیں تھی جس سے رمل حسین نے اسے دوچار کیا تھا_ طیش میں آتے ہوئے اس نے دائیں ہاتھ کا پنچ دیوار پر دے مارا ہاتھ لمحوں میں زخمی ہوا تھا مگر اسے پرواہ کب تھی _

****

وہ اپنے مخصوص وقت پر اٹھا تھا فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد جب وہ جاگنگ سے واپس لوٹا تو وہ ابھی بھی صوفے پر کمبل میں دبکی پڑی تھی، اسے خیال آیا کہ ایک نظر دیکھ لے وہ پہلے تو اتنی دیر تک نہیں سوتی تھی مگر پھر وہ ہی اسکی مردانہ انا نے جوش مارا، ایک معمولی سی لڑکی ہو کر اسکی مردانہ انا کو زک پہنچا گئی تھی وہ کیونکر اس سے ہمدردی کرتا پھرتا _

شاور لینے کے بعد اس نے تیاری کی اور کمرے سے نکل گیا رمل پر ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر،

"رمل نہیں جاگی ابھی__"ناشتہ کرتے ہوئے رومیصہ کو خیال آیا تو وہ ابان سے استفسار کرنے لگی جس پر ابان عریض نے کندھے اچکائے اور چائے کا کپ لبوں سے لگالیا،

"ابان تمہارے ہاتھ پہ کیا ہوا ہے__؟"رومیصہ کی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی تو فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

"شاید کوئی الرجی ہوگئی ہے_"وہ لاپروائی سے بولا وہ اسے کیا بتاتا رمل حسین کا غصہ اس نے خود پہ نکالا تھا، سیاہ بالوں کی یلغار میں دائیں ہاتھ کی پشت پر جگہ جگہ سے اسکن اتری ہوئی تھی اور اب وہاں ریڈ کلر کے سپاٹ بن گئے تھے۔

ابان نے چائے کا آخری سپ لینے کے بعد نپکین سے منہ صاف کیا کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا موبائل اٹھا کر پینٹ کی پاکٹ میں ڈالا تھوڑا سا جھک کر رومیصہ کے سر پہ بوسہ دیا اور باہر پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا، راجو بیگ تھامے ابان کے پیچھے تھا۔

رومیصہ نے سب کاروائی بلکل خاموش نظروں سے دیکھی تھی اسکا دل کھانے سے اٹھ گیا تو رشیدہ کو ٹیبل سمیٹنے کا کہہ کر وہ رمل کے کمرے میں آگئی، رمل کو صوفے پہ سوتا دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر آئیں، اس کا بھائی اسکی وجہ سے ابنارمل زندگی جینے پر مجبور تھا اسنے پیچھلے پانچ سالوں سے ابان کو کھل کر ہنستے نہیں دیکھا تھا_

رومیصہ نے آگے بڑھ کے رمل کے چہرے سے کمبل ہٹایا جس پر رمل نے بامشکل تمام اپنی جلتی آنکھیں کھولی_

"تمھیں تو ٹمپریچر ہو رہا ہے_" اس نے رمل کی کلائی اپنے ہاتھ میں لے کر چیک کی، اور پھر زبردستی چائے کے ساتھ ایک توس کھلانے کے بعد اسے ہوسپٹل لے آئی رمل کے احتجاج کو کسی خاطر میں لائے بغیر_

ڈاکٹر کے مطابق اسے ٹھنڈ کے باعث فیور ہوا تھا، آدھے گھنٹے بعد جب ڈریپ ختم ہوئی تو ڈاکٹر نے چند ہدایات کے ساتھ لمبا چوڑا پرچہ رومیصہ کو تھمایا_

"اب کیسا فیل کر رہی ہو_ "رومیصہ نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چیک کرتے ہوئے پوچھا جس پر رمل نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلا دیا

"ننھی سی تو تمہاری جان ہے خیال رکھا کرو"رومیصہ نے اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے ہوئے کہا جس پر رمل جھینپ گئی ایسا ہی کچھ کل ابان عریض کی نظریں کہہ رہیں تھیں، وہ اپنی گاڑی تک پہنچی ہی تھیں جب رمل کی نگاہ سامنے میڈیکل سٹور پر کھڑے احد پر پڑی تھی

"بھائی_ "رومیصہ نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ساکت رہ گئی اس کی رنگت پل میں پیلی پڑی تھی، رمل بے تابانہ احد کی جانب لپکی تب تک احد بھی اسے دیکھ چکا تھا رمل دوڑتی ہوئی احد کے سینے سے لگی تھی، اس کی حالت بھیڑ میں گم ہوئے بچے جیسی تھی جسے کوئی اپنا مل گیا ہو، تبھی احد کی نظر ساکت کھڑی رومیصہ پر پڑی تو جیسے وقت کی گردش تھم گئی تھی اتنے سالوں میں کچھ بھی فرق نہیں پڑا تھا وہ پہلے کی طرح ہی کھلتا گلاب تھی

وہ ایک دم ہوش میں آئی لرزتے کانپتے ہاتھوں سے گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ تیزی سے اندر بیٹھی_

"ڈرائیور گاڑی چلاؤ جلدی_" وہ یہ تک بھول گئی تھی کہ رمل اس کے ساتھ تھی۔ڈرائیور اپنی چھوٹی بی بی کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہو گیا تھا جیسے اسنے کوئی آفریت دیکھ لی ہو، "تمہیں سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہہ رہی ہوں_" رومیصہ چلا اٹھی ڈرائیور جو رمل کو لے کر تذبذب کا شکار تھا تیزی سے گاڑی اسٹارٹ کی اور زن سے آگے بڑھا دی_

****

"مجھے طلاق چاہیے آپ سے_" ابان کی آواز سن کر اس نے بغیر کسی تمہید کے چھوٹتے ہی مطالبہ کیا دوسری طرف ابان عریض کو لگا شاید اسے سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے_ وہ چند گھنٹے پہلے تک تو سب کچھ ٹھیک چھوڑ کر آیا تھا۔

"کون_؟" ابان کے انجان پن پر رمل کے سر پر لگی تلووں پر بجھی تھی_

"ابان عریض۔۔۔! میں رمل حسین اپنے مکمل ہوش و حواس میں آپ سے طلاق مانگ رہی ہوں۔۔۔" وہ دانت پیس کر بولی_ ابان عریض کا قہقہہ بلند ہوا۔

"میں نے کوئی جوک نہیں سنایا جو آپ اسطرح قہقہے لگا رہے ہیں_" وہ سیخ پا ہوگئ

"جوک ہے محترمہ رمل حسین۔۔۔! جب تم کہو گی نکاح کر لو تو نکاح کر لوں گا اور جب طلاق مانگو گی تو طلاق مل جائے گی، یہ جوک نہیں تو اور کیا ہے__؟"

"غلطی ہو گئ تھی مجھ سے، مگر اب نہیں میں ایک لمحے کے لئے بھی آپ جیسے سفاک شخص کا نام اپنے نام کے ساتھ برداشت نہیں کروں گی" رمل کا بس نہیں چل رہا تھا ابان عریض کو شوٹ کر دیتی

"جس بل بوتے پر تم اتنا اڑ رہی ہو نہ میں جانتا ہوں، اسکے باوجود ایک بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں بیٹھا لو ابان عریض سے آزادی تمہیں اب صرف موت کی صورت میں مل سکتی ہے، دنیا کی کوئی بھی عدالت تمہیں مجھ سے رہائی نہیں دلا سکے گی تم میرے نام سے جڑنے کی اذیت پل پل سہو گی "وہ سفاکیت سے بولا اسکے لہجے میں درندوں جیسی غراہٹ تھی رمل کی ڑیڑھ کی ہڈی میں سر دلہر دوڑ گئی۔
تبھی پیچھے سے کسی نے اس کے ہاتھ سے موبائل لے لیا تھا__
سارا نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا تو آف اسکرین اسکا منہ چڑا رہی تھی_

"ایک غلطی احد نے کی تمہیں یہاں لے آئے اس سے بڑی حماقت تم کر رہی ہو رمل، طلاق بچوں کا کھیل نہیں ہوتا، ایسے فیصلے جذبات سے نہیں عقل سے کئے جاتے ہیں۔" رمل کے بچگانہ پن پہ سارا سر تھام کر رہ گئی_

خوب رونے کے بعد جب اس کا دل ہلکا ہو گیا تو وہ ساکت کھڑے احد سے الگ ہوئی، کچھ یاد آنے پہ اس نے تیزی سے پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں رومیصہ کی گاڑی کی جگہ دھول دیکھنے کو ملی، ابان عریض کے گھر جانے کے بجائے وہ احد کے ساتھ یہاں آگئی تھی،، بہن کی موت کا دکھ ماں کا ذہنی توازن کھو دینا، وہ

کیسے بکھر کر رہ گئی تھی۔ لمحوں میں فیصلہ ہوا تھا بنا سوچے سمجھے اس نے ابان کو کال کر کے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔

"بھابھی وہ میری بہن کا قاتل میری ماں کی اس حالت کا ذمہ دار ہے اس نے میری ماں کو پاگل پن کی حد تک پہنچا دیا ہے" اسکی آنکھیں چھلک پڑیں تھیں۔ سارا کو اس پہ ترس آ گیا اس نے رمل کو خود سے لگا لیا

"رمل تم واپس چلی جاؤ۔" سارا نے اسکی پشت سہلاتے ہوئے کہا جس پر رمل نے اس سے الگ ہوتے ہوئے شدت سے سر نفی میں ہلایا_

"حقیقتوں سے آگاہی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی کاش میں تمہیں اس تکلیف سے بچا پاتی" سارا کے لہجے میں انجانا سا دکھ ہلکورے لینے لگا تھا رمل نے اشک بہاتی آنکھوں سے سارا کی طرف دیکھا جو نظریں چرا رہی تھی_

"مت کرو رمل حسین اپنی ہی نگاہوں میں رسوا ہو جاؤ گی_" اسکے کان کے قریب ابان کی سرگوشی گونجی

"بھابھی ایسا کیا ہے۔۔۔؟"رمل کا دل انجانے خوف کے احساس سے دھڑکا تھا_

"اپنے بھائی سے پوچھنا_"سارا کہتے ہی وہاں سے اٹھ گئی_

****

رمل کی کال کے بعد وہ ابھی تک سیل ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا اور اسکا دماغ غصے کی شدت سے ابل رہا تھا، کنپٹی کی رگیں پھڑ پھڑا رہی تھی اور ماتھے پر شکنوں کا جال سا بنا ہوا تھا،، اگر رمل اسکے سامنے ہوتی تو وہ اسکا نازک وجود توڑ پھوڑ کے رکھ دیتا۔

وہ ابان عریض کو کیا سمجھ رہی تھی کاٹھ کا الو جسے جب چاہا استعمال کرلیا_

"ہونا عالیہ بیگم کی بیٹی بھلا تم ان سے کیسے مختلف ہو سکتی ہو جو دوسروں کو سوائے تکلیف کے کچھ دینا نہیں جانتی،، مگر میں رومیصہ نہیں ہوں جو اپنے ساتھ برا کرنے والوں کو آسانی سے معاف کر دوں"_

اسکا دماغ سنسنا اٹھا اس نے سیل فون پوری قوت سے سامنے گلاس وال پر دے مارا اور ٹیبل پر ترتیب سے رکھی تمام چیزوں کو ہاتھ مار کر کارپٹ کی زینت بنا دیا، لمحوں میں ویل ڈیکوریٹڈ روم کباڑ خانے کا نقشہ پیش کرنے لگا۔ اسی وقت زوباریہ نے وہاں قدم دھرے تھے کمرے کی حالت دیکھ کر وہ دہل سی گئی اور تیزی سے ابان کی طرف بڑھی جو گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"ابان از ایوری تھنگ اوکے۔۔۔" اس نے ملائمت سے ابان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا جس پر ابان نے خون آشام نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

افففف اس کی آنکھیں دیکھ کر زوباریہ کو جھجھری سی آگئی۔

"پلیز زوباریہ میں اس وقت اکیلے رہنا چاہتا ہوں۔۔" اس نے زوباریہ کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹایا اور انتہائی روکھے پن سے بولا اسکے انداز پر زوباریہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے،، یہ انداز تو صرف محبت میں چوٹ کھائے ہوئے شخص کا ہو سکتا تھا۔ اور زوباریہ تو قطعاً انجان نہیں تھی اس انداز سے،،وہ الٹے دو قدم پیچھے ہوئی اور پھر مڑ کر وہاں سے تیزی سے نکل گئی کہ ابان عریض کو زوباریہ بختیار کی ضرورت کبھی نہیں رہی تھی_

*****

احد نے رمل کی عدالت میں خود کو کٹہرے میں کھڑا پایا اور شدید تکلیف محسوس کرتے ہوئے آنکھوں کو میچا۔

"کیا بتاؤں میں تمہیں رمل۔۔۔! اپنی ماں کا حسد اور لالچ یا رومیصہ پر کئے گئے ظلم کی داستان،، جو دوسروں کے ساتھ ساتھ ان کی اپنی اولاد کو بھی کھا گیا ہے۔۔۔

میں اور رومیصہ کلاس فیلو تھے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے یہ پسندیدگی محبت میں کب بدلی پتہ بھی نہیں چلا، میں نے مما سے اپنے اور رومیصہ کے بارے میں بات کی تو مما نے انتہائی شدید ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ

"میں نے تمہاری شادی وقار ہمدانی کی بیٹی سارا سے کرنے کا سوچا ہے اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے وقار سے بات بھی کرلی ہے، وہ ہمارے پارٹنر ہیں اور اگر ہماری پارٹنرشپ رشتے داری میں بدل جاتی ہے تو ہمیں بزنس میں بہت فائدہ ہوگا۔۔۔"

وہ صرف اپنا فائدہ سوچ رہیں تھیں بیٹے کی خوشی ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔۔ میں نے احتجاجاً گھر چھوڑ دیا، کچھ دنوں بعد ان کی کال آئی کے گھر واپس آجاؤ وہ میری بات ماننے کو تیار ہیں انھوں نے رومیصہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ رومیصہ کو میں نے جب بتایا کے مما اس سے ملنا چاہتی ہیں تو وہ گھبرا گئی۔

"ابان ایبروڈ ہے بابا سے میں ایسی بات نہیں کر سکتی رہ گئ پھو پھو تو ان کو بھی میں نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا ہمارے بارے میں "__

"ڈونٹ وری یار مما تم سے ملنے کے بعد میرا پرپوزل تمہارے گھر لے جائیں گی، تمہیں کسی کو بتانے کی کیا ضرورت ہے سب کو ایسے ہی پتا چل جائے گا" احد نے اسے تسلی دی، جس پر اسے تھوڑی ڈھارس ملی تھی

وہ بے حد نروس ہو رہی تھی احد نے ٹیبل پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، اسی وقت عالیہ بیگم ان کی طرف آتی نظر آئیں، دل تو جیسے ہاتھوں پیروں میں دھڑکنے لگا تھا رومیصہ نے خود کو کمپوز کیا۔ عالیہ بیگم نے اس کا سارا انٹرویو لے ڈالا اور بے حد متاثر نظر آنے لگی_ عالیہ بیگم کے مثبت جواب پر احد نے بلش کرتی رومیصہ کو دیکھا، اسی وقت احد کے سیل پر صالحہ کی آئی جس پر احد بے حد پریشان نظر آنے لگا۔

"مما صالحہ کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور جن لوگوں کی گاڑی کے ساتھ ہوا ہے وہ پروبلم کری ایٹ کر رہے ہیں مجھے جانا ہو گا_" وہ کہتے ہوئے رومیصہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"ایم سوری رومی۔۔۔"احد نے معذرت کی۔

"اٹس اوکے احد آپ جائیں میں چلی جاؤں گی_" اور اس سارے وقت میں کوئی بھی عالیہ بیگم کے چہرے پر شطانی مسکراہٹ نہیں دیکھ سکا۔

"میرے جانے کے بعد ہماری سو کالڈ ماں نے اپنا ترتیب دیا ہوا پلان آگے بڑھایا، رومی کو گھر چھوڑنے کی آفر کی اور وہ سادہ دل لڑکی_"احد سسکا تھا۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی رومیصہ اس جگہ سے انجان تھی وہاں پہلے سے موجود گاڑی سے دو آدمی نکلے جو شکل سے ہی دیو ہیکل لگتے تھے، رومیصہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی اور رنگت خطرناک حد تک پیلی پڑ گئی، عالیہ بیگم نے اسے بے دردی سے گاڑی سے کھینچ کے نکالا اور ان درندوں کے حوالے کر دیا ،رومیصہ نے عالیہ بیگم کے سامنے ہاتھ جوڑے منتیں کیں واسطے دیئے مگر اس وقت عالیہ بیگم پر جنون سوار تھا۔

"اور پتہ ہے رمل ہماری مما کو میری رومی پر زرہ ترس نہیں آیا، صالحہ کہتی تھی مما نے صرف رومی کو ڈرانے کے لیے ایسا کیا تھا انھیں بھی نہیں پتہ تھا کہ وہ جانور اسے__" تکلیف اس قدر شدید تھی کہ وہ آگے بول نہیں پایا۔ اور یہ تب کی بات تھی جب رمل میٹرک کی سٹوڈنٹ تھی اسے بس یہ یاد تھا کہ احد بھائی نے کسی لڑکی کی وجہ سے مما سے ناراض ہو کر گھر چھوڑا ہے، پھر جب مما مان گئی اس لڑکی کے گھر احد کا پرپوزل لے جانے کے لیے تو پتہ چلا وہ لوگ کہیں اور شفٹ ہو گئے ہیں، اس کے بعد احد کی شادی سارا سے ہو گئی، اسے بس اتنا پتہ تھا۔ احد کارپٹ پر بیٹھا تھا رمل اسکے سامنے گھٹنوں کے بل ایسے بیٹھی تھی جیسے کوئی غریب مسافر اپنا سب کچھ لٹا کر خالی ہاتھ رہ جاتا ہے، اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی،

"میں نے رومی کو بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر مجھے وہ نہیں ملی مجھے تو اس پر بیتنے والے ظلم کی خبر تک نہیں تھی، میں تو یہی سمجھتا رہا تھا آج تک کہ رومی نے میرے ساتھ بے وفائی کی تھی صالحہ نے خودکشی سے ایک رات پہلے مجھے بتایا کہ اس دن اس نے مما کے کہنے پر مجھے اس وقت کال کی تھی جب رومی میرے ساتھ تھی، اور صالحہ کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ جن لوگوں کی گاڑی کے ساتھ ہوا تھا وہ فیک

تھے یعنی مما کی ہائیر کئے ہوئے،، صالحہ نے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے مجھ پر آگاہی کے ایسے در وا کئے کہ مجھے اپنا آپ ایک کیڑے سے بھی زیادہ حقیر اور بدتر لگ رہا ہے بہت چھوٹا"_

میں نے کہا تھانا

محبت روگ ہے جاناں

احد کے کان کے قریب محبت نے مسکراتی سرگوشی کی تھی_

احد کے آنسو جانے اسکے کس کس غم پر بہہ رہے تھے کمرے میں اندھیرا اچھیل رہا تھا بلکل ایسے ہی جیسے رمل کو اپنی زندگی میں پھیلتا محسوس ہوا__

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

احد حسین کے سامنے سے اس کے پانچ سالہ پرانے زخموں سے کسی نے کھنڈر نوچ ڈالے تھے اس نے آج وہ ہی اذیت محسوس کی تھی جب عالیہ بیگم اپنی خود ساختہ نفرت میں اندھی اسے ان درندوں کے حوالے کر آئیں تھیں، اس نے کیسے خدا رسول کا واسطہ دیا تھا مگر ان درندوں نے اس پر رحم نہیں کھایا اس کے نازک وجود کو بھنبھوڑ ڈالا تھا۔

اسے جب ہوش آیا تو اسکا سب کچھ لٹ چکا تھا اسکی سب سے قیمتی متاع جو ہر لڑکی سینت سینت کر رکھتی ہے، رفاقت خیام سہار نہ پائے ان کو دوسرا ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور تب رومیصہ اپنی تکلیف بھلائے

آئی سی یو کے کوریڈور کے ٹھنڈے فرش پر گل بانو کی بانہوں میں تڑپتی اپنے باپ کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی، رفاقت صاحب سات روز زندگی اور موت کی کشمکش میں رہے اور بلا آخر زندگی کو شکست دے دی۔

ابان عریض جو اسی دن پاکستان پہنچا تھا مضبوط اعصاب کا مالک ہونے کے باوجود باپ کی ناگہانی موت اور بہن کے ساتھ ہوئے ظلم نے اسے توڑ ڈالا۔۔

اور جب رومیصہ نے اپنے گم حواسوں کے ساتھ ابان عریض کے سینے سے لگی خود پر بیتنے والی ایک ایک کرب آمیز بات اسے بتائی جو وہ عام حالات میں بھائی سے کہتے ہوئے شرم سے مر جاتی، باپ کی موت کا ذمہ دار خود کو سمجھتے ہوئے اس نے کئی بار خود کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔

اور تب ابان عریض نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ عالیہ بیگم کے آشیانے کو تنکا تنکا بکھیر دے گا جیسے اس کا گھر بکھر گیا تھا۔ رومیصہ کو زندگی کی طرف لانے میں گل بانو اور ابان عریض کی بے تحاشا توجہ کا ہاتھ تھا۔

اپنا انتقام لینے کے لیے یہ اس کے پاس پلس پوائنٹ تھا کہ کسی نے اسے دیکھا ہوا نہیں تھا جس کے باعث وہ صالحہ کے قریب ہوا اور با آسانی ان کے گھر کا فرد بن گیا۔ رمل اس کے پلان میں شامل نہیں تھی مگر جب ابان عریض کو عالیہ بیگم کی دکھتی رگ کا اندازہ ہوا تو اس نے رمل کو اپنا مہرہ بنایا صالحہ سے نکاح کے دو دن پہلے جعلی نکاح نامہ تیار کیا اور رمل کے کچھ فوٹو گرافس لے کر کمپیوٹر کے اس جدید دور

میں ان کو ایڈیٹ کروانا اس کے لیے کون سا مشکل کام تھا،، رومیصہ کو اگر اس کے ارادوں کی بھنک بھی لگ جاتی تو وہ اسے پہلے قدم پر روک دیتی، کیونکہ اس نے اپنا معاملا اپنے رب پر چھوڑ دیا تھا، اور اسکے رب نے خوب انصاف کیا تھا_

عالیہ بیگم اپنے وقت کی فرعون اپنا ذہنی توازن کھو چکی تھیں۔لوگوں کے لیے عبرت بن کر رہ گئی تھیں احد حسین بے گناہ ہوتے ہوئے بھی اپنی ماں کی وجہ سے شرمندگی بھری زندگی جینے پر مجبور تھا اس نے فیصلے کا اختیار سارا کو دیا تھا وہ اگر چاہے تو علیحدگی اختیار کر سکتی ہے مگر سارا نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا کیونکہ وہ عالیہ بیگم کے گناہوں کی سزا احد جیسے پیارے شخص کو نہیں دے سکتی تھی_

****

رمل کے سامنے کامنی سی رومیصہ کا سراپا لہرایا، کیسا نرم لہجہ تھا ان کا کس قدر مہربان خیال رکھنے والی اور ۔۔۔ اور اس نے تو کبھی رمل کو کچھ محسوس بھی نہیں ہونے دیا تھا بلکہ ابان کے سامنے ہمیشہ رمل کی سائیڈ لیتی تھی_وہ اتنی اچھی کیوں تھی۔۔۔؟رمل حسین کیوں اچھی نہیں بن سکی اس نے خود غرضی

کا مظاہرہ کیوں کیا؟ اور ابان عریض اس کا خیال آتے ہی اسکے کے دل کی رگیں ٹوٹنے لگیں اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسل ڈالا تھا، سانس لینے میں دشواری پیش آنے لگی تھی اسے، وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور گھٹن حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اسے زور کا چکر آیا تھا اس نے خود کو گرنے سے بچانے کے لیے کرسی کا سہارا لینے کی کوشش بھی کی تھی مگر بے سود تھا وہ لہرا کے لان کے گاس پر آ رہی تھی،

ملازمہ جو ادھر ہی آ رہی تھی رمل کو بلانے اسے گرتا دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی وہ واپس انہی قدموں سے مڑی سارا اور احد کو بلایا۔

سارا نے جب گری ہوئی ہوش و خرد سے بے گانہ رمل کو سیدھا کیا تو اسکی ناک سے خون کی باریک سی لکیر بہہ رہی تھی جبکہ گردن خون سے رنگی ہوئی تھی گرتے ہوئے شاید کوئی نوکیلی چیز اس کی گردن پہ لگی تھی _

"رمل گڑیا کیا ہو گیا ہے آنکھیں کھولو_ "اس کی حالت دیکھ کر احد تو جیسے رو پڑا تھا،، عالیہ بیگم اور صالحہ کے بعد وہ رمل کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"احد آپ دیر نہیں کریں رمل کو ہسپتال لے چلیں" سارا کے کہنے پر احد نے بغیر ایک لمحہ ضائع کئے رمل کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا

****

"ایم سوری ابان بھائی ہم آپ کی امانت کی حفاظت نہیں کر سکے_" سارا کی آواز پہ اس نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔

"معافیاں کبھی بھی تکلیف کا کفارہ ادا نہیں کر سکتیں۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا_ ابان کی سرد مہری دیکھ کر سارا کوئی اور بات نہیں کر پائی،

سارا بہت سادہ لوح تھی لگتا ہی نہیں تھا وہ اتنے امیر باپ کی اکلوتی بیٹی ہے_

احد سر جھکائے نظریں زمین پر گاڑھے بیٹھا تھا اس میں اتنی ہمت بھی ناپید تھی کہ وہ سر اٹھا کر ابان عریض سے معافی مانگ پاتا_

ابان کی آنکھیں آئی سی یو کے دروازے کو تکتی تھکن سمیٹ لائیں تھیں اور دل میں خوف کے کالے بادل چھائے ہوئے تھے، اسے کھو دینے کا احساس دل کو جکڑے بیٹھا تھا۔ سارا نے جب کال کر کے اسے بتایا کہ رمل کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہے تو اسے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اسکی روح جسم سے کھینچ لی ہو، وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ اس نے ابان عریض سے خلاصی چاہی تھی وہ اس سے نفرت کرتی تھی اس سب کے باوجود وہ رمل کے نروس بریک ڈاؤن کا سن کر رہ نہیں سکا تھا اس نے کب سوچا تھا رمل حسین اس کے لیے خاص ہو گی کبھی۔ وہ تو انتقام کا حصہ تھی

اس کا دل ہراساں تھا بلکل ایک معصوم بچے کی مانند۔

"اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے شہریار۔۔۔۔" اسکی آنکھوں کے گوشے نم تھے۔ خوش قسمت ہوتی ہے وہ عورت جس کے لیے کوئی مرد روتا ہے۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گی اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔" شہریار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر ابان عریض کی تکلیف کسی تسلی دلاسے سے کم ہونے والی نہیں تھی۔ شہریار اور ابان کا ساتھ بچپن کا تھا اس نے ابان کو ہمیشہ صنفِ نازک کے معاملے میں سخت پایا تھا، لڑکیاں اسے سٹون مین کہتی تھیں جس کا دل کبھی

کسی لڑکی کے لیے نہیں دھڑکا تھا یہاں تک زوبار یہ بختیار کے لیے بھی نہیں جو اس پہ دل و جان سے فریفتہ تھی اس کا بے تحاشا حسن بھی ابان عریض کو اپنی جانب متوجہ نہیں کر پایا تھا۔ رمل حسین میں واقعی کوئی خاص بات تھی جس نے ابان عریض کو اس سے باندھ دیا تھا اور وہ خوش قسمت تھی جس کو ابان عریض جیسا شخص چاہتا تھا جس نے ہمیشہ اپنے دل کی حفاظت کی کسی قیمتی متاع کی طرح کی تھی، محبت جیسی فضول اور لغو چیز اسکے لیے کچھ معنی نہیں رکھتی تھی اور وہ ان چیزوں پر یقین بھی نہیں رکھتا تھا۔ مگر اس وقت محبت اپنی فتح مندی پہ مسکرائی تھی اس نے ایک پتھر کو پگھلا دیا تھا۔

"کوئی ایسے کیسے کرتا ہے شہریار__؟" رتجگے کی غماز آنکھوں میں انجانا درد ہلکورے لے رہا تھا، شہریار کا دل ابان عریض کی حالت دیکھ کر کٹ رہا تھا اس نے ابان کو خود سے لگا لیا۔

"خود کو سنبھالو یار۔۔۔"

محبت بہت ظالم شے ہے جس کو ہو جائے کم بخت درد کی لذت سے آشنا کیے بنا چھوڑتی نہیں ہے__

آئی سی یو کا دروازہ کھولا تھا اور ڈاکٹر باہر آیا سب تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔

"پیشنٹ کی حالت اب تقریباً خطرے سے باہر ہے۔۔۔"ڈاکٹر کی بات پہ ابان عریض کو لگا جیسے حبس زدہ ماحول میں اچانک ہوا کے ٹھنڈے میٹھے جھونکے نے اسے نرمی سے چھوا ہو۔

"ہاں ایک پریشانی والی بات ہے ان کا دماغ گہرے صدمے کی زد میں تھا ان کی مینٹلی کنڈیشن کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا، سو میں سے پچاسی فیصد ہم پر امید ہیں کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔۔۔ اگر وہ ہوش میں آنا چاہیں تو۔۔۔۔ کیونکہ صحت یاب ہونے کے لئے پیشنٹ کا کاپریٹ کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔۔۔۔ آپ لوگ سمجھ رہے ہیں نہ مریض کا تعاون کرنا_"ڈاکٹر نے لفظ تعاون پر زور دیا، ابان عریض کے کندھے کو تھپکا اور آگے بڑھ گیا۔ ابان عریض متغیر رنگت لیے وہی کھڑا رہ گیا، سارا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی دبائی تھی، احد کے چہرے کے ساتھ آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی تھی۔ مطلب واضح تھا اسے جینے کی امنگ نہیں رہی تھی۔
وہ دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھا اور جائے نماز کو تہ لگائی، تبھی شہریار اسے آتا دکھائی دیا جس نے آتے ہی اسے گلے لگا لیا تھا۔

"مبارک ہو یار من تمہاری محبت جیت گئی بھابھی کو ہوش آگیا ہے۔"ابان عریض کا دل سکڑ کر پھیلا تھا" سارا کہہ گئی ہیں کہ تمہیں رمل کو ملنا چاہیئے اسے سب سے پہلے تم کو دیکھنا چاہئے" شہریار نے شرارت سے ابان کو دیکھا جس نے بامشکل اپنی ہنسی دبائی تھی، مخلص دوست کتنا بڑا انعام ہوتے ہیں اللہ کی طرف سے جو آپ کے ہر ہر انداز کو پہنچانتے ہیں آپ کی تکلیف خوشی کے ہر رنگ سے واقف ہوتے ہیں، آپ کی خوشی میں سب سے زیادہ خوش ہونے والے آپ کے غم میں اپنا کندھا فراہم کر کے اس غم کو دل میں محسوس کرنے والے اور ہر پہر آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں کندھے سے کندھا ملا کر، ابان کو شہریار پر بے ساختہ ٹوٹ کے پیار آیا اس نے شہریار کو اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا جس پر شہریار کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا

"میں نے گل آنٹی اور رومیصہ کو انفارم کر دیا ہے وہ بھی کچھ دیر تک پہنچ جائیں گی" شہریار اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا ابان کے قدم اپنے مطلوبہ کمرے کی طرف جاتے چال میں عجب سی سرمستی سمیٹ لائے تھے_

"میں تمہاری شرمندگی تمہاری ہر تکلیف درد کو ختم کر دوں گا تمہیں سمیٹ لوں گا" وہ مسرور سا سوچتے ہوئے دروازے تک پہنچا ہی تھا جب اندر سے رمل کے چیخنے کی آواز سنائی دی

"کیوں بچایا مجھے_میں زندہ نہیں رہنا چاہتی، مجھے کوئی حق نہیں ہے زندہ رہنے کا__"ابان تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، ایک نرس اسے قابو کرنے کو کوشش کر رہی تھی جبکہ دوسری ڈاکٹر کو بلانے بھاگی تھی، رمل نے جنونی انداز میں اپنے دائیں ہاتھ پر لگی ڈریپ کی سوئی کو کھینچا تھا جس کی وجہ سے اسکا ہاتھ خون میں رنگا ہوا تھا۔ ابان نے پھرتی سے آگے بڑھ کے بپھری ہوئی رمل کو اپنے احصار میں لے لیا، وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی اسے یہ تک نہیں پتہ تھا کے وہ اس وقت دشمنِ جاں کی بانہوں میں ہے، ابان نے اسے ایسے اپنی بانہوں میں سمیٹا ہوا تھا جیسے کوئی بچہ نیند میں ڈر کے مارے اٹھ جاتا ہے اسے کسی سہارے کی شدید طلب ہوتی ہے، وہ ارد گرد سے بے گانہ بس رمل حسین کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر نے ابان کے بازوؤں میں مچلتی رمل کے بازو پہ نشہ آور انجکشن لگایا جس کی وجہ سے اسکی مزاہمت دم توڑتی جا رہی تھی۔

"مجھے نہیں جینا__ یہ دنیا بری ہے_میں بھی بری ہوں_"وہ سسکتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی ابان نے آہستگی سے اسے بیڈ پہ لیٹایا۔ اسکی گردن پر لگے زخم کی بینڈیج خراب ہونے کی وجہ سے اب وہاں سے بھی خون بہہ رہا تھا جس نے ابان عریض کی شرٹ کو بھی رنگ دیا تھا، ڈاکٹر کے کہنے پر وہ روم سے باہر نکل گیا جہاں گل بانو اور رومیصہ پریشان چہرا لئے کھڑیں تھیں

*****

اسکا دل شرمندگی کے گہرے پاتال میں ڈوبا ہوا تھا وہ سب اتنے اچھے کیوں تھے ان کا ظرف اسے مارے ڈال رہا تھا گل بانو کا بے تحاشا پیار دینا رومیصہ کا رمل کا خیال رکھنا اسے یہ سب عجیب سی تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا، مگر وہ سب اسے زندگی کی طرف لانے کی تگ ودو میں مصروف تھے_ وہ تھی کہ اسے اب جیسے جینے کی چاہ نہیں رہی تھی اس نے رومیصہ سے معافی مانگی تھی جس پر رومیصہ نے علٰی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا" اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے رمل جان میں سب بھلا چکی ہوں" اور اس بات کا ثبوت اس نے شہریار خلیل کے نکاح کے پیغام کو قبول کرتے ہوئے دیا تھا_

نفیسہ بیگم بہت نرم دل ملنسار خاتون تھیں وہ رومیصہ کے بارے میں سب حقیقت سے آگاہ تھیں مگر انھیں اپنے بیٹے کی خوشی عزیز تھی اور تب رمل نے سوچا تھا یہ فرق تھا عالیہ بیگم اور نفیسہ آنٹی میں_

اسے دو ہفتے سے زائد کا عرصہ ہو گیا تھا اسلام آباد آئے ہوئے جب ڈاکٹر نے اسکی حالت کے پیش نظر اسے ہر قسم کی ٹینشن سے دور رکھنے کا کہا تھا تب گل بانو اسے اپنے ساتھ اسلام آباد لے آئیں تھیں یہاں آکر وہ کچھ حد تک بہل بھی گئی تھی، مگر ابان عریض کا کٹھور پن اسے رولا تا تھا جس نے ایک بار بھی اسکی خیریت دریافت نہیں کی تھی وہ عمر بھر کیسے ابان عریض کے سامنے سر اٹھا کر جی سکے گی، اسکے بغیر جینے کا تصور بھی سوہان روح تھا اور اسکے ساتھ جینا بھی اسے مشکل لگ رہا تھا بہت زیادہ مشکل_

اور جب رومیصہ نے بتایا کہ ابان سچل نواز والا کیس جیت گیا ہے اس کے ذکر پر رمل کے دل کی شریانوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی تھی وہ ستم گر اسے بھولا کب تھا جو وہ یہ کہتی کہ آج زیادہ شدت سے یاد آرہا ہے، کتنے بہت سارے دن بیت گئے تھے اسے دیکھے ہوئے رمل کو اپنی پیشانی پر بھولا بسرا لمس تازہ ہوتا محسوس ہوا تھا اسکے رونے میں مزید شدت آگئی وہ اسے کیسے کہتی کے لوٹ آو

تم بن جینا محال ہے

میرا دل مجھ سے خفا ہے

میرا مکین کدھر کھو گیا ہے

"آجائیں نہ ابان" اسکے لبوں کی قید سے ایک سسکی آزاد ہوئی__

***

اس نے کوٹ کو صوفے کی سائیڈ پر ڈالا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور اپنے جسم کو ریلیکس کرتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر پلکیں موندلی، ذہنی اور جسمانی مشقت نے اسے بے تحاشا تھکا دیا تھا۔
آج وہ اپنی زندگی کا بہت بڑا کیس جیتا تھا سچل نواز جیسے درندہ صفت شخص کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنے کے لیے تو اسنے اپنی نیندیں حرام کر رکھی تھیں سچل نواز کافی غیر قانونی کاموں میں ملوث تھا مگر شرافت کا نقاب لگائے ہوئے واجد نواز سچل نواز کا بیٹا جس نے چھ سالا بچی کا ریپ کیا تھا اس بچی کا کیس ابان عریض کے ہاتھ میں تھا وہ بچی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی ردا کی والدہ نے ابان عریض کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انصاف کی اپیل کی تھی اور ایسا تو کبھی ہوا نہیں تھا ابان عریض کسی کو مشکل میں چھوڑ دے، سچل نواز اور واجد نواز نے ابان کو یہ کیس چھوڑنے پر بہت اصرار کیا اور منہ مانگی قیمت

دینے کو بھی تیار تھے جس پر ابان کار گوں میں دوڑ تا خون جوش مار اٹھا تھا اس نے تہیہ کر لیا تھا کچھ بھی ہو جائے وہ یہ کیس جیتے گا اور ان دونوں باپ بیٹے کو بے نقاب کر کے پھانسی کے پھندے تک لے جائے گا، واجد نواز نے ابان پر قاتلانہ حملہ کیا اور اس قدر بوکھلا گیا کہ گاڑی بے سمت دوڑاتے ہوئے اسکی گاڑی گہری کھائی میں جا گری تھی، انسپکٹر ارسلان جو ابان کا دوست بھی تھا اس نے سچل نواز کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ثبوتوں کی موجودگی میں اسے گرفتار کر لیا اسکے تمام ٹھکانوں پر چھاپے مارے اور پچاس کے قریب دس سے بیس سالہ لڑکیاں بازیاب کروالی گئی ان تمام لڑکیوں کا تعلق غریب گھرانوں سے تھا جو غربت کے اس دور میں اپنے گھر کا چولا جلانے کے لیے سچل نواز کے جال میں پھنس گئی تھیں، جن کو سمگل کر کے ملک سے باہر بھیجا جانا تھا۔ تمام ڈیپارٹمنٹ نے اس بڑی کامیابی کا سہرہ ابان عریض کے سر سجایا تھا اسی کی بدولت ہی تو وہ سچل نواز جیسے شرافت کا چولا پہنے درندے صفت انسان کو بے نقاب کر پائے تھے_

"صاحب کھانا لگاؤں؟" رشیدہ کی آواز پہ اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور نفی میں سر ہلایا۔ "

صاحب جی چائے؟ "

"نہیں میں پہلے فریش ہولوں اسکے بعد_ رومی اور رمل کہاں ہیں_ ؟" اسکے غیر دمغی استفسار پر رشیدہ نے تعجب سے ابان کی طرف دیکھا_

"صاحب جی چھوٹی دونوں بی بی تو گل بی بی کے ساتھ اسلام آباد چلی گئیں تھیں_ "رشیدہ کو اپنے صاحب کی حالت پر ترس آیا تھا" صاحب جی اگر آپ کو ان کی یاد آرہی ہے تو آپ جا کے انھیں لے آئیں مجھے بھی رمل بی بی بہت یاد آتی ہیں" ابان کے اشارہ کرنے پر وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی_

وہ اسے کیسے بتاتا کہ وہ اسے کتنی یاد آتی تھی اسکا سکھ چین بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی آخری بار جب ابان نے اسے دیکھا تھا تب وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی، گل بانو اور رومیصہ سے اسکی بات تقریباً ڈیلی ہوتی تھی نہ اسنے کبھی رمل سے بات کرنے کی ضرورت محسوس کی تھی نہ ہی رمل نے کوشش کی، وہ اسے سنبھلنے کے لیے وقت دینا چاہتا تھا۔ اس کے سیل پر میسج ٹیون بجی ابان نے میسج اوپن کیا۔

چلو بس اب مان جاو نہ
نہیں آتا مجھے فن کسی کو منانے کا
فقط اتنا کہتی ہوں
چلو بس اب مان جاو نہ
تمہارے نزدیک اگر میری ہنسی دلکش ہے تو
میں مسکرا کر کہتی ہوں
چلو بس اب مان جاو نہ

اگر تم دیکھنا چاہو میری آنکھوں میں آنسو

تو میں رو کر کہتی ہوں

چلو بس اب مان جاو نہ

سزا دینے سے اگر ہوتی ہے تسلی تمہاری

تو لو میں کان پکڑ کر کہتی ہوں

چلو بس اب مان جاو نہ

دیکھو ایسے کسی سے روٹھنا اچھا نہیں ہوتا

ذرہ دیر کو میں بھی روٹھ کے کہتی ہوں

چلو بس اب مان جاو نہ

چلا بس اب مان جاو نہ

گھنی مونچھوں تلے دبے اسکے عنابی لب مسرور سے مسکرا اٹھے، رمل کے منانے کا یہ انداز اس کے دل کو چھو گیا تھا یہاں وہاں کلیاں چٹک اٹھی تھیں۔

"تو مسز ابان عریض اپنے حواسوں کی دنیا میں واپس لوٹ آئیں ہیں" ابان نے بغیر رپلائی دیئے سیل کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا کوٹ اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھ گیا

*****

کروٹ بدلتے ہوئے رمل کا ہاتھ کسی سخت چیز سے ٹکریا اس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا تو ابان عریض کو اپنے پہلو میں نیند میں مدہوش دیکھ کر اسے اپنا الوژن لگا وہ اس کے بے حد قریب تھا رمل نے ہاتھ بڑھا کر اسکی موجودگی کو محسوس کرنا چاہا، ابان کی داڑھی کی چبھن پر رمل حسین کا دل دھک سے رہ گیا وہ گمان نہیں یقین تھا،

اس سے پہلے کے وہ اپنا ہاتھ واپس کھینچتی ابان نے نیند کے خمار سے بھری آنکھیں وا کرتے ہوئے رمل کا نازک دودھیا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا رمل کا سارا وجود جیسے دل بن گیا تھا چہرے پر رنگوں کی

دھنک بکھر گئی تھی ڈھڑکن نے تو جیسے ریس باندھ لی ہو، رمل کہنی کے بل اٹھی ہوئی تھی جبکہ ابان سیدھا لیٹا ہوا تھا ابان کے ہاتھ پکڑنے پر رمل اسکی جانب جھک گئی تھی رمل کے بدن سے اٹھتی پرفیوم اور شیمپو کی مسحور کن مہک نے لمحوں میں ابان کو اپنے حصار میں جکڑ لیا تھا۔ اس کے دیکھنے پر رمل کی لامبی پلکیں لرز کر شفق گالوں پر جھک گئی تھیں ابان عریض مبہوت سا اسے ایک ٹک دیکھ رہا تھا، ابان کے سیل فون بجنے پر ماحول کا فسوں ٹوٹا تھا اسکل کا ہاتھ چھوڑ تا وہ مکمل فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"رات بارہ بجے ہی پہنچا ہوں اسلام آباد۔۔۔ سوری یار انفارم کرنا بھول گیا تھا تمہیں__" اتنی صبح کون خوش اخلاقی سے بات کر سکتا ہے۔

"مجھے ذرہ بھی اندازہ ہوتا ہو میں تم سے پوچھ لیتا۔" وہ اسے مکمل نظر انداز کرتا محو گفتگو تھا رمل کا دل دکھ سے بھر گیا بھلا اس سے زیادہ اسکی ذات کی اور توہین ہونا باقی تھی ابان عریض نے اسکے میسج کا رپلائی تک دینا گوارا نہیں کیا تھا، اس نے اپنا دوپٹہ کھینچا جو تقریباً ابان عریض کے کندھے کے نیچے دبا ہوا تھا دوپٹے کو اپنے سینے پر پھیلاتی وہ آہستگی سے بیڈ چھوڑتی واش روم میں گھس گئی ابان کی نظروں نے دروازے تک اسکا کا تعاقب کیا تھا وہ پہلے کی نسبت بہت کمزور لگ رہی تھی، کہاں وہ عالیہ بیگم کا کھلتا گلاب تھی اور کہاں ابان عریض کی مرجھائی کلی۔ ابان کا دل زوباریہ سے بات کرتے اچاٹ ہونے لگا

اس نے سیل آف کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر ڈال دیا اسے رومیصہ کی باتیں یاد آنے لگی تھیں جو اس نے فون پر اسے ڈانٹتے ہوئے کی تھیں۔

"جب دونوں ایک دوسرے کے بغیر رہ نہیں سکتے تو جھوٹی انا کے دیکھاوے کا کیا مقصد ہے؟ ایک ستم وقت نے اس پر کیا ہے اور دوسرا تم کر رہے ہو اسے اکیلا چھوڑ کر، اس سے پہلے کہ تمہارا دامن پچھتاوں سے بھر جائے واپس آجاؤ" رومیصہ نے سچ کہا تھا اسکی حالت دیکھ کر ابان کو خود پہ بے تحاشا غصہ آیا تھا

****

"اتنی اچانک جانے کا پلان بنالیا؟" ابان کے استفسار پر زوباریہ نے بامشکل خود کو رونے سے باز رکھا تھا ورنہ ابان عریض کی آواز سن کر اسکا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہا رہا تھا۔ "تم ملو گی بھی نہیں پھو پھو اور رومی سے؟ "

"نہیں ابان عریض ان سب سے ملنے کا مطلب تم سے ملنا اور اگر میں نے جاتے ہوئے تمہیں دیکھ لیا تو مجھے اکیلے جینا مشکل ہو جائے
گا_ "زوباریہ بختیار نے کرب سے سوچا۔

"زندگی رہی تو پھر کبھی، ابھی میری آدھے گھنٹے بعد کی فلائیٹ ہے۔۔۔"اس نے کتنی مشکل سے اپنا لہجہ متوازن رکھا تھا ابان عریض کے بغیر اس ملک کی فضا میں سانس لینا اب زوباریہ بختیار کے بس میں نہیں تھا، ابان عریض اس سے ناراض ہو گیا تھا، رومیصہ اور گل آنٹی کے خفا ہونے کا اندیشہ بھی تھا مگر اس نے سوچا تھا وہ انھیں بھی منا لے گی۔ اسکا یہاں سے جانا ضروری تھا کیونکہ یکطرفہ محبت کا بوجھ اس کے دل کا روگ بن گیا تھا۔ جو اسے عمر بھر اکیلے سہنا تھا_ "ابان عریض زوباریہ بختیار نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ تم بن کبھی جیئے گی مگر دیکھو وقت کی ستم ظرفی مجھے تم بن جینا ہے صرف تمہاری یادوں کے سہارے ان پلوں کے سہارے جو میں نے تمہارے ساتھ بتائے تھے "زوباریہ بختیار نے سوچتے ہوئے ایک آخری الوداعی نگاہ ائرپورٹ پر ڈالی اور کرب سے پلکیں میچی

*****

"رمل تمہارا دھیان کدھر ہے...؟" وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی اسے خبر بھی نہیں ہوئی چائے ابل ابل کر کیتلی سے باہر گر رہی تھی، گل بانو نے تیزی سے آگے بڑھ کے برنر بند کیا اور اسکی طرف مڑی۔

"تم رو رہی ہو، کیا ہوا ہے_ ابان نے کچھ کہا ہے؟" انھوں نے ایک سانس میں اتنے سارے سوال داغ دیئے اسکی موٹی موٹی کانچ آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی تھی، ان کے استفسار پر وہ بکھر بکھر گئی

"کچھ کہتے ہی تو نہیں ہیں پھوپھو! وہ سخت خفا ہیں ان کی یہ بے رخی مجھے مارے ڈال رہی ہے انکی خاموشی انکی چپ میری جان پہ بنی ہوئی ہے، ٹھیک ہے مانا میں نے برا کیا مگر وہ سب انجانے میں ہوا تھا میں نے انھیں منانے کے لیے میسج بھی کیا تھا لیکن اس دن میں رات تک ان کے جواب کی منتظر رہی تھی انھوں نے مجھے کال تک نہیں کی_" وہ ان کے سینے سے لگی اتنے دونوں کا غبار نکال رہی تھی۔

"میں اتنی بری ہوں کہ وہ مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے میری طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں پھوپھو_" اسکی ہچکی بندھ گئی تھی۔ گل بانو بیگم کا دل اسکی حالت پر کٹ سا گیا۔

"ابان تم نے بچی کا کیا حال کر دیا ہے۔۔" انھوں نے دکھ سے سوچا انھوں بامشکل تمام اسے چپ کروا کے کمرے میں بھیجا، اپنے روم میں آتے ہی وہ آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی اس کی غلافی آنکھیں رونے کے باعث گلابی پن سمیٹ لائی تھیں_

جس عمر میں لڑکیوں کے مشغلے فرینڈز پارٹیز اور جسٹ انجوائے منٹ ہوتی ہے اس عمر میں وہ ابان عریض جیسے کٹھور شخص کی محبت کا روگ دل میں پالے بیٹھی تھی_

*****

"ابان تم رمل کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے اسے طلاق کیوں نہیں دے دیتے۔" ان کی بات سن کے وہ ہکا بکا ان کا چہرا دیکھنے لگا_

"یہ کیا کہہ رہی ہیں پھوپھو۔۔۔؟" وہ ششدر تھا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں مقصد تو اسے اذیت ہی دینا ہے نہ کیونکہ وہ عالیہ کی بیٹی ہے طلاق دے دو قصہ ختم کرو اور خود بھی آزاد ہو جاؤ اس ناگوار بوجھ سے__" انھیں غصہ آگیا۔

"پھوپھو آپ اور رومی ہمیشہ اسکی سائیڈ لیتی ہیں اس نے جو کیا وہ معاف کرنے لائق ہے؟ طلاق اس نے مانگی خود کو ضائع کرنے کی کوشش اس نے کی_" اسے بھی غصہ آگیا تھا۔

"وہ نادان تھی ابان اور پھر جو کچھ اس کی ماں نے کیا وہ کسی بھی ذی ہوش انسان کے لیے قبول کرنا آسان نہیں ہوتا وہ تو پھر نازک احساسات سے گندھی لڑکی ہے، کیا تمہاری محبت بس سجدوں میں اسکی زندگی مانگنا تھا اس زندگی میں خوش رکھنا نہیں؟" ان کی بات سن کے اس کے دل کو کچھ ہوا تھا

"سوری پھوپھو۔۔۔" وہ بولا

"سوری مجھ سے نہیں اس سے جاکر کرو جو تمہاری بے رخی پر کڑھ رہی ہے۔۔۔" ان کے کہنے پر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ اسے سامنے کارپٹ پر بیٹھی نظر آئی اسکا نازک بدن ہچکیوں کی زد میں تھا۔

"رمل_" ابان کی پکار پر اس نے چہرا اونچا کیا، اسکی حالت دیکھ کر ابان عریض کے دل پر گھونسا پڑا تھا وہ اٹھی اور دوڑتی ہوئی اسکے سینے جالگی۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے ابان_ مت ناراض رہیں آپکی بے رخی مجھے پاگل کر رہی ہے، میرے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی_" وہ بولتی شدتوں سے رو پڑی_

"شش ایسے نہیں بولتے، تمہارا ابان تمہیں کبھی کچھ نہیں ہونے دے گا۔" ابان نے اسے اپنے حصار میں بھیج لیا تھا_

****

"آپ ایسے نہیں دیکھیں مجھے_" وہ اسکے دیکھنے کے انداز پہ چڑتی اٹھ بیٹھی ابان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور تھوڑا سا اوپر ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور روٹھی بیٹھی رمل کو کہنی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور خود سے لگالیا۔

"کیا ہے یار بیوی آپکو دیکھنے پہ پابندی ہے۔۔۔؟" ابان شرارت سے بولا

" دیکھنے پر پابندی نہیں ہے مگر مجھے شرم آرہی ہے۔۔" وہ سمٹی_ پھر کچھ دیر بعد بولی_

" پتہ ہے ابان مجھے آپ سے پہلی بار محبت کب ہوئی تھی ؟" وہ بہت معصومیت سے بولی اس کے بولنے پر ابان کی گرفت اسکے گرد سخت ہوگئ تھی۔ "جب آپ کو گولی لگی تھی اور آپ نماز گھر میں ادا کرتے تھے ایک دن آپ کو اتنی عاجزی اور خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے دیکھا، آپ کے چہرے پر نور تھا بہت انوکھا، اور تب میں نے اپنے دل کی اس بے ایمانی پر اسے خوب ڈانٹا تھا۔ اپنی بات کو اس نے خود ہی انجوائے کیا تھا ابان کے لبوں پر چپکی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئ۔ ابان کا ایک ہاتھ رمل کے گرد لپٹا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اسکی گردن کے نشان پر ٹھہر گیا_

"تمہارا یہ زخم ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوا_" وہ جھکا تھا اور اسکے زخم پر اپنے لب رکھ دیئے رمل کے چہرے پر قوس و قزح کے رنگ بکھر گئے ابان عریض کے لیے اسکے دھنک رنگ چہرے سے نظر ہٹانا دوبھر ہوگیا تھا ابان نے رمل کو خود میں جذب کرلیا تھا۔

"پرسوں تک ہمیں لاہور واپس جانا ہے بہت سے کام میرے منتظر ہیں"__

"کونسے کام_؟" اسکے بتانے پر رمل نے استفسار کیا

"رومیصہ کو شہریار کے سنگ رخصت کرنا ہے، احد اور سارا کی دعوت پر جانا ہے اور عالیہ آنٹی کو دیکھنے ہوسپٹل جائیں گے۔" وہ جو اسکے سینے پر سر رکھے اسکی شرٹ کے بٹنوں سے کھیل رہی تھی اسکی آخری بات پہ بے ساختہ سیدھی ہوئی، اسکی آنکھیں لمحوں میں سمندر بنی تھیں۔

"میں انھیں کبھی معاف نہیں کروں گی ابان_" وہ سسک اٹھی۔

"انھیں ان کے کیئے کی سزا مل چکی ہے رمل رومی انھیں معاف کر چکی ہے بلکہ میں بھی اب تم بھی انھیں معاف کر دو۔" ابان نے انتہائی نرمی اور محبت سے اسکے گالوں پر پھسلتے موتی چنے اور اسے اپنے بازو کے حصار میں لے کر خود میں سمٹ لیا_

"اب کبھی نہیں رونا رمل ابان عریض، کیونکہ تمہارے رونے سے ابان عریض کو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔۔۔" اسکی سرگوشی پہ رمل کے چہرے پر آسودگی پھیل گئی تھی پردے سے چھن کر آتی چاندنی نے ان کے ملن پر رقص کیا تھا_

ختم شد